مبرة الآل والأصحاب

میراثِ اہل بیت وصحابہ کرام سیریز (نمبر:14)

www.KitaboSunnat.com

عشرہ مبشرہ کے علاوہ جنت کی خوشخبری پانے والے صحابہ

تالیف:

ڈاکٹر محمد بن علی بن صالح غامدی

تلخیص وتحقیق:

ادارہ تحقیقات مبرۃ الآل والأصحاب (کویت)

ترجمہ:

عبیداللہ بن مظفر الحسن

ترجمة كتاب (من بشر بالجنة من غير العشرة)

اللغة الأوردية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عشرہ مبشرہ کے علاوہ جنت کی خوشخبری پانے والے صحابہ

تالیف:

ڈاکٹر محمد بن علی بن صالح غامدی

تلخیص و تحقیق:

ادارہ تحقیقات مبرۃ الآل والأصحاب (کویت)

ترجمہ:

عبید اللہ بن مظفر الحسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغیر کسی رد و بدل اور حذف واضافہ طباعت کے حقوق تمام محبانِ اہل بیت و محبانِ صحابہ کو حاصل ہیں، تبدیلی کی صورت میں مبرۃ الآل والأصحاب سے اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری ہے

نام کتاب	:	من بشر بالجنة من غير العشرة
اردو نام	:	عشرہ مبشرہ کے علاوہ جنت کی خوشخبری پانے والے صحابہ
نام مؤلف	:	ڈاکٹر محمد بن علی بن صالح غامدی
تلخیص و تحقیق	:	ادارہ تحقیقات مبرۃ الآل والأصحاب (کویت)
نام مترجم	:	عبیداللہ بن مظفر الحسن
سنہ طباعت	:	2020م

مبرۃ الآل والأصحاب (کویت)

ٹیلیفون: 22560203 فیکس: 22560346

www.almabarrah.net

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ موضوعات

فہرستِ موضوعات 3

مقدمہ 6

اہل بیت کون؟ 8

صحابہ کرام کون ہیں؟ 19

1-اُصیرم بنی عبدالاُشھل رضی اللہ عنہ: 31

2-بلال بن رباح رضی اللہ عنہ: 35

3-ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ: 38

4-جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ: 42

5-حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ 46

6-حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ 48

7-نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن بن علی رضی اللہ عنہما 53

8-نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین بن علی رضی اللہ عنہما 57

9-ذکوان بن عبد قیس انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ 59

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10-زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ 61

11-سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ 66

12-سلمان فارسی رضی اللہ عنہ 69

13-عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ 76

14-عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ 79

15-عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ 82

16-عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ 86

17-عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما 89

18-عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ 92

19-یاسر بن عامر عنسی حلیف آل مخزوم رضی اللہ عنہ 95

20-مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ 96

21-ابوالدحداح انصاری رضی اللہ عنہ 98

22-خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا 101

23-رُمَیصاء بنت ملحان رضی اللہ عنہا 106

24-حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما 109

25-سمیہ بنت خُبَّاط، ام عامر رضی اللہ عنہا 111

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

26-عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا 113

27-فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا 119

28-ام زفر الحبشیہ رضی اللہ عنہا 126

خلاصہ کلام 128

مراجع و مصادر 129

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين، نبينا محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

صحابہ کرام، اللہ رب العزت کے وہ منتخب بندے ہیں جنھیں اس نے اپنے پیارے حبیب کی رفاقت کیلئے پسند فرمایا تھا، صاحبِ عقل وبصیرت جانتے ہیں کہ صحابہ کرام ہی امت کے سب سے افضل لوگ تھے، لہذا ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے آپسی اختلاف اور ان کی برائیوں کا ذکر نہ چھیڑیں، یہ یاد رکھیں کہ جو صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ہے، ان کی مذمت بیان کرتا ہے، ان کی شان کو گھٹاتا ہے یا ان کی عیب جوئی میں لگا رہتا ہے وہ جہاں اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے وہیں صحابہ کرام کی حق تلفی بھی کرتا ہے، کیونکہ ان سے محبت سنت ہے، ان کے حق میں دعا تقرب کا ذریعہ ہے اور ان کی پیروی باعثِ فضیلت ہے[1].

وہ صحابہ کرام ہی ہیں جنہوں نے احادیث ہی نہیں بلکہ قرآن مجید بھی اس امت تک نقل کیا ہے، وہ امانتِ کبریٰ جسے رب العزت نے جبرئیلِ امین کے ذریعہ سید الخلق اجمعین محمد ﷺ تک پہونچایا تھا اسے امت تک صحابہ کرام ہی نے پہونچایا، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں قرآن مجید میں جابجا صحابہ کرام کی تعریف بیان کی گئی ہے، ان کے خدمات کو سراہا گیا ہے، کیونکہ یہ وہ نیک ہستیاں تھیں جن کی زندگی کا مقصد رب کی رضا اور اسلام کی سربلندی تھا، وہ صرف میدانِ کارزار کے شہسوار نہیں تھے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں وہ نمونہ تھے، طہارت وپاکیزگی اور ایمان واستقامت میں ضرب المثل ان ہی پاکیزہ نفوس کے ذریعہ قرآن مجید

---

[1] دیکھیں: السنۃ، از: امام احمد بن حنبل: (ص/78)، تاریخ بغداد، از: خطیب بغدادی: (3/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور احادیث نبویہ ہم تک پہونچی ہیں، لہذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان سے محبت کریں، ان کا دفاع کریں اور ان سے اپنی رضامندی کا اظہار کریں.

بہت سارے ساداتِ اہل بیت بھی صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں، اس طرح انھیں دو فضیلتیں حاصل ہوگئیں، ایک فضیلت ہے نبی کریم ﷺ کی قرابتداری تو دوسری فضیلت ہے آپ کی صحبت.

صحابہ کرام کی ان ہی قربانیوں اور ان کے حق میں اللہ کے نبی ﷺ کی وصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی تعریف میں ایک خاص مسئلے کا ذکر ہم اس کتاب میں کریں گے، اور وہ مسئلہ ہے صحیح احادیث کی روشنی میں ان صحابہ کرام کا تذکرہ جن کے حق میں خصوصیت کے ساتھ جنت کی بشارت وارد ہوئی ہے، اور یہ عشرہ مبشرہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام ہیں، کیونکہ عشرہ مبشرہ کے متعلق کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں، اور یہ اس کے حقدار بھی ہیں، ہاں یہ بتلانا بھی ضروری ہے کہ یہاں پر مفہومِ مخالف مراد نہیں ہے، یعنی ہم یہ نہ سمجھیں کہ یہاں جن صحابہ کرام کا ذکر کیا جارہا ہے ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کے حق میں جنت کی بشارت وارد نہیں ہوئی ہے، کیونکہ ان کے علاوہ دسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں صحابہ کرام کے حق میں جنت کی نوید سنائی گئی ہے، جیسا کہ اہل بیعتِ رضوان جن کی تعداد (1400) تھی اور اہلِ بدر جن کی تعداد (300) سے زیادہ تھی ان تمام کے حق میں جنت کی بشارت وارد ہوئی ہے، مگر ہم نے صرف ان ہی صحابہ کرام کا انتخاب کیا ہے جن کے حق میں خصوصیت کے ساتھ صحیح یا حسن درجہ کی حدیث میں جنت کی بشارت وارد ہوئی ہے، ہم مبرۃ الآل والأصحاب کی جانب سے ڈاکٹر محمد بن علی غامدی (استاذ حدیث: جامعہ ام القری) کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اس سلسلے میں ہمارا بے حد ساتھ دیا.

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ جنت الفردوس میں جمع فرمادے. (آمین)

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت کون؟

لسان العرب کے مؤلف ابن منظور لکھتے ہیں: (لغوی اعتبار سے اہل بیت سے مراد اس گھر کے رہائشی ہوتے ہیں، اسی طرح جب اہل کی نسبت کسی شخص کی جانب کی جاتی ہے تو اس سے مراد اس کے خاص لوگ ہوتے ہیں، لہذا اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی ازواج، آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کے داماد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں.

راغب اصفہانی کے بقول: کسی بھی شخص کے اہل سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایک ہی نسب، ایک ہی دین، یا ایک ہی صنعت، یا گھر یا ذریت سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں. یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اہل اور آل دونوں ایک ہی معنی کیلئے استعمال ہوتے ہیں، بلکہ کلمہ آل کی اصل اہل ہی ہے، اور اہل لغت کا کہنا ہے کہ کسی بھی شخص کی آل سے مراد اس کے بیوی بچے اور اس کے رشتے دار ہوتے ہیں. اللہ تبارک وتعالی نے عزیزِ مصر کی بیوی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے اپنے شوہر سے کہا: ﴿مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾[2] (کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟) اس نے اہل سے اپنے آپ کو مراد لیا، اسی طرح موسی علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالی بیان کرتا ہے: ﴿إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ﴾[3] ((یاد ہوگا) جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے، میں وہاں سے یا تو کوئی خبر لے کر یا آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارا لے کر ابھی تمہارے پاس آجاؤں گا تاکہ تم سینک تاپ کر لو)، یہاں بھی اہل سے مراد آپ کی زوجہ ہیں جو آپ کی رفیقِ سفر تھیں، اسی طرح اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ السلام

---

(2) سورہ یوسف، آیت/25.

(3) سورہ نمل، آیت/7.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کی زوجہ محترمہ کے تعلق سے فرمایا: ﴿قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ﴾[4] (فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کر رہی ہے؟ تم پر اے اس گھر کے لوگو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، بیشک اللہ حمد و ثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے)[5].

مگر شرعی نصوص میں جب آل اور اہل کا اطلاق ہوتا ہے تو عموماً چار معانی مراد ہوتے ہیں، جو یہ ہیں:

پہلا قول: آل بیت سے مراد آپ کی ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی ذریت ہے:

اس قول کے قائلین نے آیتِ تطہیر سے استدلال کیا ہے جس میں ازواج مطہرات کا ذکر آیا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿﴾ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾[6] (اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو، اور اپنے گھروں میں

---

[4] سورہ ہود، آیت/73.

[5] دیکھیں: لسان العرب، از ابن منظور: (28/11)، تاج العروس من جواہر القاموس، از: زبیدی: (41/28).

[6] سورہ احزاب، آیت/32-34.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے، اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو، یقیناً اللہ تعالی لطف کرنے والا خبردار ہے)، یہ آیتِ تطہیر اور اس سے قبل کی آیات ہیں جن میں ازواج مطہرات سے خطاب کیا گیا ہے، ساتھ ہی آیتِ تطہیر کے بعد کی آیات میں بھی خطاب ازواج مطہرات ہی سے ہے، اور درمیان میں آیتِ تطہیر کا ذکر آیا ہے جو کہ یہ ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [7] (اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے)، لہذا اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ آیتِ تطہیر کا تعلق ازواج مطہرات سے نہیں تو اس کا یہ قول آیت کے سیاق وسباق کے خلاف ہے، کیونکہ آیت کے سیاق وسباق میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے.

اگر کوئی یہ اعتراض کرتا ہے کہ آیت تطہیر سے مراد اگر ازواج مطہرات ہیں تو آیت میں جمع مؤنث کے صیغے کے بجائے جمع مذکر کے صیغہ سے خطاب کیوں کیا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب آیت کے سیاق میں احکام ازواج مطہرات سے متعلق تھے تو جمع مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا مگر جب تطہیر والی آیت میں اہل بیت کے سردار (نبی کریم ﷺ) بھی شامل ہو گئے تو جمع مؤنث کے بجائے جمع مذکر کے صیغہ سے خطاب کیا گیا، اور کلامِ عرب میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں [8].

اس قول کے قائلین نے تشہد سے بھی استدلال کیا ہے کہ ہم جہاں تشہد میں (آل محمد) کہتے ہیں اسی جگہ تشہد میں اللہ کے نبی ﷺ نے (ازواج اور ذریت) کے الفاظ بھی ذکر کئے ہیں، یعنی آل کی تفسیر

---

[7] سورہ احزاب، آیت/33.

[8] اس کی مزید توجیہات جاننے کیلئے دیکھیں: روح المعانی: (13/22).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازواج اور ذریت سے کی گئی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تشہد کے یہ الفاظ سکھلائے: «اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى أَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»[9]

اسی طرح اس حدیث سے بھی دلیل لی گئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (آلِ رسول ﷺ کو تین دن سے زیادہ گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوا)[10]. اور یہاں بھی آل رسول سے مراد ازواج مطہرات ہیں.

دوسرا قول: آل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے

اب رہا یہ مسئلہ کہ صدقہ کن پر حرام ہے، تو اس تعلق سے علماء کے دو قول ہیں:

1- صدقہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر حرام ہے:

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کا نسب اس طرح ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم. اور مطلب یہ ہاشم کے بھائی اور اللہ کے نبی ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے چچا ہیں.

بلکہ آپ کے دادا عبدالمطلب کو ان کے چچا مطلب کی جانب منسوب کیا گیا ہے، وہ اسطرح کہ عبدالمطلب کا نام شیبہ الحمد ہے، اور آپ کی پرورش مدینہ میں ان کے ننھیال بنو نجار میں ہوئی، جب ہاشم کی

---

[9] صحیح مسلم، حدیث نمبر(407).

[10] صحیح بخاری، حدیث نمبر(5107)، صحیح مسلم، حدیث نمبر(2970).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات ہوئی اس وقت بھی شیبہ بنو نجار ہی کی پرورش میں تھے، مگر ایک دن ان کے چچا مطلب بن عبد مناف نے چپکے سے شیبہ کو اٹھالیا اور مکہ لے آئے، جب مکہ والوں نے مطلب کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ ان کے پیچھے شیبہ سوار ہیں، تو سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ آپ نے بتلایا کہ یہ میرا غلام ہے، لوگ آپ کو مبارکبادی دینے لگے اور کہنے لگے: عبدالمطلب (یعنی مطلب کا غلام)[11].

اسی طرح اس کے قائلین نے صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بنو مطلب کو تو عنایت فرمایا لیکن ہم کو چھوڑ دیا، حالانکہ ہم کو آپ سے وہی رشتہ ہے جو بنو مطلب کو آپ سے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک ہی ہیں[12].

2- صدقہ صرف بنو ہاشم پر حرام ہے:

بنو ہاشم کے اہل بیت ہونے کی دلیل زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، آپ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: میں میرے اہل بیت کے سلسلے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل بیت کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، اور وہ ہیں: علی، جعفر، عقیل اور عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد[13].

اسی طرح ان لوگوں نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی استدلال کیا کہ دونوں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوئے کہ آپ ان کو

---

[11] دیکھیں: السیرۃ النبویہ، از ابن کثیر: (185/1).

[12] صحیح بخاری، حدیث نمبر (2971).

[13] صحیح مسلم، حدیث نمبر (2407).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوۃ کی حصولی پر مقرر کر دیں تاکہ جس طرح دوسروں کو بطور معاوضہ زکوۃ دی جاتی ہیں اسی طرح ان کو بھی مل جائے، اس پر آپ ﷺ نے ان سے عرض کیا: (یہ محمد اور آل محمد کیلئے جائز نہیں ہے)، یہ کہتے ہوئے آپ نے ان کو زکوۃ کی حصولی پر مقرر نہیں کیا[14].

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فضل بن عباس بن عبد المطلب اور عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کے حق میں زکوۃ جائز نہیں، کیونکہ ان کا تعلق بھی اہل بیت نبی ﷺ سے ہے.

تیسرا قول: اہل بیت نبی سے آپ ﷺ کی مسلمان امت مراد ہے

یعنی ہر مسلمان امتی آل بیت نبی ﷺ ہے، یعنی آپ کا متبع اور فرمانبردار، جب کوئی شخص کسی کا متبع ہو جاتا ہے تو وہ اس کی آل شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾[15] (آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو)، اس سے مراد فرعون اور اس کے دین کو ماننے والے اس کے پیروکار ہیں.

اس قول کے قائلین نے خاص طور پر اس حدیث سے دلیل لی: واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں علی رضی اللہ عنہ کے گھر آیا اور آپ کے متعلق دریافت کیا تو مجھے یہ بتلایا گیا کہ آپ نبی کریم ﷺ کو لانے گئے ہوئے ہیں، اتنے میں آپ اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے، اور گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ساتھ میں داخل ہوا، آپ ﷺ بستر پر بیٹھ گئے، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے داہنی جانب اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں جانب بیٹھا لیا، اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے آگے بیٹھایا، اور فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ

---

(14) صحیح مسلم، حدیث نمبر (1072).

(15) سورہ غافر/مومن، آیت/46.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[16] (اے اہل بیت اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کردے اور تمہیں بالکل پاک وصاف کردے) اے اللہ یہ میرے اہل ہیں، واثلہ کہتے ہیں: میں نے گھر کے کونے سے یہ آواز دی: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں بھی آپ کے اہل سے ہوں؟ آپ ﷺ نے عرض کیا: ہاں تم بھی میرے اہل سے ہو[17].

چوتھا قول: اہل بیت نبی سے مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی ذریت ہے

اس کے قائلین نے حدیثِ کساء سے استدلال کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت علی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کو اپنی چادر اڑھائی، پھر حضرت فاطمہ آئیں، ان کو اسی چادر میں ڈھانپ لیا، پھر حضرت حسن اور حضرت حسین آئے، آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں لے لیا، پھر فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾[18] (اے اہل بیت اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کردے اور تمہیں بالکل پاک وصاف کردے)[19]. اس سے یہ پتہ چلا کہ یہ لوگ اہل بیت نبی ﷺ ہیں.

---

[16] سورہ احزاب، آیت/33.

[17] سنن کبریٰ از بیہقی: (152/2)، آپ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، مگر پوری امت کے بجائے حضرت واثلہ کیلئے اس کو خاص سمجھا ہے، حافظ ابن قیم نے اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا ہے. دیکھیں: جلاء الافہام: (ص/220).

[18] سورہ احزاب، آیت/33.

[19] صحیح مسلم، حدیث نمبر (2424).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی دوسری دلیل آیتِ مباہلہ ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ [20] (جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں)، اللہ کے نبی ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور عرض کیا: (اے اللہ یہ میرے اہل ہیں) [21].

ان چاروں اقوال میں صحیح قول یہ ہے کہ آل بیت نبی ﷺ سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، اور صحیح قول کے مطابق صدقہ صرف بنوہاشم پر حرام ہے جبکہ بنو مطلب پر زکوۃ حرام نہیں ہے، واللہ اعلم [22]. اور رہا ازواج مطہرات کا معاملہ تو ان کا بھی شمار اہل بیت نبی ﷺ میں ہوتا ہے، لیکن نسب کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ ﷺ کی زوجیت میں ہونے کی وجہ سے، کیونکہ آپ کی زوجیت میں آنے سے قبل وہ اہل بیت میں شمار نہیں ہوتی تھیں.

اہل اسلام کی نظر میں اہل بیت اور آپ ﷺ کے رشتے داروں کو بلند مقام ومرتبہ حاصل ہے، وہ ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کے بلند مقام ومرتبے کا خاص خیال رکھتے ہیں، تاریخ میں جس کی بے شمار مثالیں ہمیں ملتی ہیں، مثلا:

---

[20] سورہ آل عمران، آیت/61.

[21] صحیح مسلم، حدیث نمبر (2404).

[22] دیکھیں: المغنی، از: ابن قدامہ: (518/2).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ. (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آپ کے اہل بیت میں رکھو)[23].

اور آپ نے یہ بھی فرمایا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. (اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے)[24].

ایک دن کی بات ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہوئے، اتنے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کی زین کے اس حصے کو تھام لیا جس میں پیر رکھا جاتا ہے، حضرت زید نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی، رکاب چھوڑ دو، تب ابن عباس نے جواب دیا: ہمیں اپنے علماء اور سادات کے احترام کا حکم دیا گیا ہے، اس پر زید بن ثابت نے آپ سے کہا: اپنا ہاتھ دکھاؤ، آپ نے اپنا ہاتھ دکھلایا، جسے پکڑ کر حضرت زید نے چوما اور کہا: ہمیں بھی اسی طرح ہمارے اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کا حکم دیا گیا ہے[25].

روایت میں آتا ہے کہ جب امام مالک کو منصور نے مارا تو آپ نے حاضرین کو گواہ بناتے ہوئے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا، اور اس کی وجہ بتلائی کہ مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں مر جاؤں گا، پھر کل قیامت کے دن

---

(23) صحیح بخاری، حدیث نمبر (3509).

(24) صحیح بخاری، حدیث نمبر (3508).

(25) اس روایت کا پہلا فقرہ امام حاکم نے اپنی مستدرک: (478/3) میں نقل کیا ہے، جبکہ مکمل واقعہ دینوری نے اپنی کتاب: المجالسة: (146/4) میں نقل کیا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری ملاقات آپ ﷺ سے ہوگی اور مجھے شرمندگی ہوگی کہ آپ کے خانوادے کا کوئی فرد میرے سبب جہنم میں داخل ہو[26].

کتبِ تاریخ کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی قبر کے پاس ایک دن خلیفہ ہارون رشید آئے، آپ کے ساتھ موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے، ہارون رشید نے روضہ مبارک کے پاس آتے ہوئے فخریہ انداز میں لوگوں کے سامنے آپ ﷺ کو اس طرح سلام عرض کیا: اے چچیرے بھائی، اللہ کی آپ پر سلامتی ہو، اس وجہ سے کہ وہ آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب کے خاندان سے تھے، پھر موسی بن جعفر آگے بڑھے اور سلام عرض کرتے ہوئے کہا: اے میرے والد، اللہ کی آپ پر سلامتی ہو. یہ سن کر ہارون رشید پلٹے اور کہا: اللہ کی قسم، اے ابوالحسن یہی تو حقیقی فخر ہے[27].

اگر ہم اس قسم کی تاریخی شہادات اور واقعات کو جمع کرنے لگیں تو کئی جلدیں مرتب ہو جائیں، مگر ہمارا مقصد تو صرف اس امر کی جانب اشارہ کرنا ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت کے درمیان جس دشمنی اور اختلاف کی بات کی جاتی ہے وہ شرعی اصول اور تاریخی حقائق کے خلاف ہے، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے خلوص دل کے ساتھ اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور پیارے حبیب محمد ﷺ کو اپنا نبی اور رسول مانا ہو وہ آپ کے اہل بیت اور قرابت داروں سے نفرت کریں گے اور بغض رکھیں گے، بلکہ جو بصیرت کے ساتھ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ اہل بیت نبی ﷺ سے مسلمان پہلے بھی حد درجہ محبت کرتے تھے اور آج بھی ان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں.

---

(26) ترتیب المدارک: (75/1).

(27) تاریخ بغداد: (31/13).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت کی تعیین کے سلسلے میں جو اقوال ذکر کئے گئے ہیں ان میں چاہے کوئی بھی قول راجح ہو ان سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام میں اہل بیت کو ایک اونچا مقام حاصل تھا، اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین علی بن ابوطالب، سیدۃ نساء العالمین فاطمہ زہراء، اور نوجوانانِ جنت کے سردار حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل اور تمام اقوال میں قدر مشترک ہیں، بلکہ تمام مذاہبِ اسلامیہ میں یہ قدرِ مشترک ہیں، اللہ ان سے اور تمام صحابہ کرام واہل بیت عظام سے راضی ہو جائے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام کون ہیں؟

صحابی کی تعریف میں علمائے کرام کے دو قول ہمیں ملتے ہیں، جس میں صحیح قول یہ ہے: صحابی وہ ہے جو بحالتِ ایمان بیداری کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرے اور ایمان ہی پر وفات پائے، یہی تمام محدثین اور بیشتر فقہاء کا قول ہے، مثلا: امام احمد، بخاری، ابوزرعہ، ابن حزم، اور یہی قول ان اہل علم کا بھی ہے جنہوں نے صحابہ کے موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، مثلا: ابوعمر بن عبدالبر، عبداللہ بن مندہ، ابوموسی مدینی، ابن الاثیر، ذہبی، ابن حجر وغیرہ۔ امام نووی وغیرہ نے بھی اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے[28]۔

انبیاء کرام کے بعد صحابہ کرام ہی وہ بابرکت ہستیاں ہیں جن کو رب ذوالجلال نے اپنے سب سے افضل بندے اور نبی کی صحبت کیلئے منتخب فرمایا تھا، بھلے ہی ان کے مسلمان ہونے میں سبقت لے جانے یا نبی سے قربت کی بنا ان کے درجات مختلف ہیں مگر سب ہی کی رب العزت نے تعریف کی ہے، ان سے اپنی رضامندی کا اعلان کیا ہے اور ان سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾[29] (وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے)۔ نیز فرمایا: ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ

---

[28] دیکھیں: تلقیح فہوم اہل الاثر: (ص/101)، اسد الغابہ از ابن اثیر: (19/1)، ارشاد طلاب الحقائق: (586/2)، تہذیب الاسماء واللغات: (43/1)، الاصابہ: (3/1)، المنہل الروی از ابن جماعہ: (ص/111)۔

[29] سورۃ توبہ، آیت/100۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾[30] (تمھیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ دراصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (تنہا) اللہ ہی ہے تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے)۔

بعض علماء نے اسلام لانے میں سبقت کا اعتبار کرتے ہوئے صحابہ کرام کو درجات میں تقسیم کیا ہے،سب سے پہلے امام حاکم نے یہ تقسیم کی ہے، آپ نے اپنی کتاب معرفۃعلوم الحدیث میں صحابہ کرام کو بارہ درجات میں تقسیم کیا ہے جو یہ ہیں:

1- مکہ میں پہلے پہل مسلمان ہونے والے صحابہ، مثلاً خلفائے راشدین
2- دارالندوہ کے صحابہ کرام
3- حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے
4- عقبہ اولی میں شریک ہونے والے
5- عقبہ ثانیہ میں شریک ہونے والے، جن میں بیشتر انصار تھے
6- سابقین مہاجرین جن کی ملاقات اللہ کے نبی ﷺ سے آپ کے مدینہ آنے سے قبل مقام قباء میں ہوئی
7- اہل بدر
8- جنگ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیان ہجرت کرنے والے

---

[30] سورہ حدید، آیت/10.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9- بیعت رضوان میں شریک ہونے والے

10- صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان ہجرت کرنے والے، جیسے: خالد بن ولید، عمرو بن العاص اور ابو ہریرہ

11- فتح مکہ کے مسلمان، جو کہ مکہ فتح ہونے کے بعد مسلمان ہوئے

12- وہ بچے جنہوں نے فتح مکہ یا حجۃ الوداع وغیرہ میں آپ ﷺ کو دیکھا[31]

بہر حال زیرِ نظر کتاب میں ان چند صحابہ کرام کا تذکرہ کیا جائے گا جن کے حق میں بزبانِ رسالت جنت کی خوشخبری وارد ہوئی ہے، اور یہ ان دس صحابہ کرام کے علاوہ ہیں جو کہ عشرہ مبشرہ کے نام سے جانے جاتے ہیں اور جن کے حق میں جنت کی بشارت ایک ہی مجلس میں ایک ہی حدیث میں بیان ہوئی ہے، جنت کی خوشخبری پانے والی خوش قسمت ہستیوں میں وہ حضرات بھی ہیں جن کا تعلق اہل بیت نبی ﷺ سے ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اہل بیت کے سردار حضرت علی بن ابو طالب بھی ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کو بزبانِ رسالت جنت کی نوید سنائی گئی، اور آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے.

اسی طرح پاکباز خاتون ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی لخت جگر اور خواتین جنت کی سردار فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا، جوانانِ جنت کے سردار حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت سے تعلق رکھنے والی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو بزبانِ رسالت جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے.

ان ہی پاک نفوس کے ساتھ ان صحابہ کرام کا بھی تذکرہ کیا جائے گا جن کے حق میں جنت کی بشارت صحیح روایات سے وارد ہوئی ہے.

---

[31] معرفۃ علوم الحدیث، از: حاکم: (ص/158) اختصار کے ساتھ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت کی خوشخبری پانے والے اہل بیت اور صحابہ کرام کو مندرجہ ذیل دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلی قسم: عشرہ مبشرہ (دس جنتی صحابہ کرام):

جنتی صحابہ کرام کی اس قسم کے متعلق بے شمار صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، اور یہ مشہور اصحابِ فضل صحابہ کرام ہیں.

ریاح بن حارث کہتے ہیں کہ انہوں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ کے رسول ﷺ دسویں شخص تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، عبدالرحمن جنتی ہیں. آپ سے لوگوں نے سوال کیا: نواں کون ہے؟ آپ نے جواب دیا: میں[32].

حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ سعید بن زید نے ان سے کئی اشخاص کی موجودگی میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس آدمی جنتی ہیں، ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمن، ابو عبیدہ اور سعد بن ابی وقاص (جنتی ہیں)" وہ کہتے ہیں: تو انہوں نے ان نو (۹) کو گن کر بتایا اور دسویں آدمی کے بارے میں خاموش رہے، تو لوگوں نے کہا: اے ابوالاعور ہم اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ دسواں کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: تم لوگوں نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ہے (اس لیے میں بتا رہا ہوں) ابوالاعور (یعنی سعید بن زید) جنتی ہیں[33].

عشرہ مبشرہ کے موضوع پر قدیم وجدید بے شمار کتابیں لکھی جاچکی ہیں، مثال کے طور پر:

---

[32] مسند احمد، حدیث نمبر (1629)، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر (133)، سنن کبری از نسائی، حدیث نمبر (8137).

[33] سنن ترمذی، حدیث نمبر (3747)، سنن کبری از نسائی، حدیث نمبر (8139).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1- التعریف باصحاب رسول اللہ ﷺ المبشرین بالجنۃ. مؤلف: ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری، اس کتاب کاتذکرہ فہرست مخطوطات القرویین میں ملتاہے۔

2- الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ. مؤلف: محب طبری

3- عقد الجواھر النیرات فی بیان خصائص الکرام العشرۃ الثقات، العشرۃ المبشرون بالجنۃ. مؤلف: محمد بن خطیب تمرتاشی

4- عوارف المنۃ فیمن نشھد لہ بالجنۃ. مؤلف: احمد بن عبدالوہاب فاسی

5- العشرۃ المبشرون بالجنۃ. مؤلف: ڈاکٹر سید الجمیلی

6- اربعون حدیثا متباینۃ الاسناد والمتون باسماع المتصل من حدیث العشرۃ المشھود لھم بالجنۃ. مؤلف: عبدالکبیر بن محمد بن عبدالکبیر حسنی ادریسی کتانی

7- العشرۃ المبشرون بالجنۃ. مؤلف: محمد صالح عوض

دوسری قسم: عشرہ مبشرہ کے علاوہ جنت کی خوشخبری پانے والے صحابہ:

یہی قسم زیرِ نظر کتاب کا اصل موضوع ہے، اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتاہے کہ مؤلف کو ایسی کوئی کتاب نظر نہیں آئی جس میں صحیح احادیث کی روشنی میں جنت کی خوشخبری پانے والے تمام صحابہ کرام کے نام اور جنت کی خوشخبری سنانے والی حدیث باعتبارِ قبول ورد ذکر کی گئی ہو، جبکہ عشرہ مبشرہ کے موضوع پر کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں، جیسا کہ چند کتابوں کے نام اوپر ذکر کئے گئے ہیں، اسی طرح علماء کرام نے ان کے مناقب اور فضائل کے ذکر کا بھی بہت اہتمام کیاہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابو علی حسن بن عرفہ بغدادی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے دس لڑکے تھے اور آپ نے تمام کے نام عشرہ مبشرہ کے نام پر رکھے تھے[34]، اہل علم نے عشرہ مبشرہ کے نام اشعار کی شکل میں بھی جمع کئے ہیں[35].

جنت کی خوشخبری پانے والے صحابہ کرام کے نام اور ان کے حالات جاننے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے اہل سنت والجماعت کے اس اہم اصول کی وضاحت ہوتی ہے جس کا ذکر امام طحاوی نے ان الفاظ کے ساتھ اپنی کتاب میں کیا ہے: (ہم کسی کو جنتی یا جہنمی نہیں ٹھہراتے ہیں)، اس کی شرح کرتے ہوئے ابن ابی العز نے لکھا: آپ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ ہم کسی مسلمان کو اپنے طور پر جنتی یا جہنمی نہیں ٹھہرا سکتے، بلکہ جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ تو ہم صرف اسی کے حق میں کر سکتے ہیں جس کے حق میں نبی کریم ﷺ نے جنت یا جہنم کا فیصلہ سنایا ہے، جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہ. تاہم عمومی طور پر ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ وہ مسلمان جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے ہیں ان میں سے جسے اللہ چاہے گا جہنم میں داخل کرنا وہ اس میں ضرور داخل ہوگا، مگر اللہ کی رحمت اور شفاعتیوں کی شفاعت سے جہنم سے نکال جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے، مگر کسی خاص شخص کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرتے ہیں، اور نہ ہی بغیر دلیل ہم اسے جنتی کہتے ہیں اور نہ ہی جہنمی ٹھہراتے ہیں، کیونکہ حقیقت تو رب ہی جانتا ہے کہ کس حالت پر اس کی موت ہوئی ہے.

جنت کا فیصلہ سنانے میں سلف صالحین کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول: صرف انبیاء کرام ہی کو جنتی کہا جا سکتا ہے، یہ محمد بن حنفیہ اور اوزاعی کا قول ہے.

---

[34] دیکھیں: البدایہ والنہایہ: (35/11).

[35] دیکھیں: الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم: (172/2)، درۃ الحجال: (34/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا قول: ان تمام مومنین کو جنتی کہا جاسکتا ہے جن کا جنتی ہونا صحیح نص شرعی سے ثابت ہے، یہی اکثر علماء اور محدثین کا قول ہے.

تیسرا قول: مذکورہ بالا مومنین کے علاوہ ان اہل ایمان کے حق میں بھی جنتی ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے جن کا ذکرِ خیر اہلِ ایمان بھلائی کے ساتھ کریں، جیسا کہ صحیحین میں مروی ہے: صحابہ کا گزر ایک جنازہ پر ہوا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے (کہ کیا اچھا آدمی تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ واجب ہوگئی. پھر دوسرے جنازے کا گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا کہ واجب ہوگئی. اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس میت کی تم لوگوں نے تعریف کی ہے اس کے لیے تو جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی، تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو. اسی طرح ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے کہ تم جنتی اور جہنمی کی پہچان کر سکو، صحابہ کرام نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، کس طرح؟ آپ نے فرمایا: اس کے حق میں لوگوں کی تعریف اور مذمت کے ذریعہ[36].

مندرجہ بالا تینوں اقوال میں دوسرا قول ہی راجح ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے، کیونکہ نیکی کے ساتھ مشہور ہونے پر جنتی ٹھہرانا ممکن نہیں، البتہ ایسے شخص کے انجام خیر کی قوی امید رکھی جاسکتی ہے، اس لحاظ سے اس کے حق میں لوگوں کی تعریف شفاعت اور دعا تسلیم کی جائے گی اور وجوبِ جنت کا اس کو سبب

[36] دیکھیں: شرح العقیدہ الطحاویہ، از: ابن ابی العز الحنفی: (538/2)، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اپنی کتاب النبوات: (154/1) میں یہ تینوں اقوال ذکر کئے ہیں، اور تیسرے قول کے بعد یہ لکھا: کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو بھی جنتی کہا جائے گا جس شخص کو امت محمدیہ نیک مانتی ہے، جیسے عمر بن عبدالعزیز اور حسن بصری وغیرہ، امام احمد بن حنبل کو ابو ثور جنتی مانتے تھے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مانا جاسکتا ہے. بہر حال صحیح قول یہی ہے کہ صرف ان ہی نفوس قدسیہ کو جنتی کہا جائے گا جن کے حق میں جنت کی بشارت بزبانِ رسالت صحیح حدیث سے ثابت ہو گی[37].

امام ابن حزم اس مسئلے پر اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم صرف ان ہی صحابہ کرام کو جنتی قرار دیں جن کے حق میں بشارت بزبانِ رسالت وارد ہوئی ہے، جیسا کہ اہل بدر کو جنتی کہا جائے گا کیونکہ اللہ نے اپنے نبی کی زبانی ان کے جنتی ہونے کا فیصلہ سنایا ہے، اس کے علاوہ ہم صرف اسی کو جہنمی کہہ سکتے ہیں جو کفر کا برملا اعلان کرتے ہوئے فوت ہو جائے، جبکہ ان کے علاوہ کسی کے حق میں حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، البتہ اعمال پر حکم لگایا جائے گا کہ جو کفر کا برملا اعلان کرتے ہوئے یا کفر اپنے دل میں چھپاتے ہوئے فوت ہو جائے وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل کیا جائے گا، اور جس شخص کی نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو گا یا جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی وہ جہنم سے بچالیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا، البتہ جس کے گناہ اس کی نیکیوں سے زیادہ ہوں گے وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا پھر شفاعت کی بدولت اس سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا[38].

اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: (مجھے امید ہے کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والا کوئی فرد جہنم میں داخل نہیں ہو گا)[39]، اس بیعت سے مراد بیعتِ رضوان ہے، جس میں شریک ہونے والے صحابہ کرام کی تعداد چودہ سو سے بیشتر تھی، یہ اللہ کے نبی ﷺ کی گواہی ہے کہ ان میں سے کوئی فرد جہنم میں داخل نہیں ہو گا، یعنی وہ بھی جنتی ہیں. اسی طرح اہل بدر کے سلسلے میں بھی جن کی تعداد تین سو سے زائد تھی اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی مجاہدینِ بدر کے احوال جانتا ہے، وہ خود ہی فرما چکا ہے: تم جو

---

[37] دیکھیں: شرح صالح آل الشیخ علی العقیدۃ الطحاویہ

[38] الفصل فی الملل والأھواء والنحل: (52/4).

[39] سنن کبریٰ از نسائی: (464/6).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہو کرو، میں تمہیں معاف کر چکا ہوں[40]. رب العزت کی جانب سے بدری صحابہ کرام کی معافی کا اعلان اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنتی ہیں. ان کے علاوہ بقیہ صحابہ کرام کے سلسلے میں بھی ان کے نیک اعمال اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے کی بنا ہم خیر ہی کی امید رکھیں گے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے ان کی فضیلت کے بیان میں کئی آیات نازل فرمائی ہیں، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ﴾[41] (وہ مہاجر و انصار جنھوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی). یہ وہ مہاجرین صحابہ کرام ہیں جنھوں نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کیا، اور انصار مدینہ کے باشندے ہیں جنھوں نے اسلام کو گلے لگایا، اور ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ﴾[42] (نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ پیچھے آئے). اس سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں جو تاخیر سے مسلمان ہوئے، ان تمام کے متعلق رب کا فرمان ہے: ﴿رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾[43] (اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا

---

(40) صحیح بخاری، حدیث نمبر (1095)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (6557) بروایت علی رضی اللہ عنہ، اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ ، فَقَالَ : اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (تمہیں کیا معلوم، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی اہل بدر کے احوال پہلے ہی سے جانتا تھا، جس نے خود فرمایا ہے: تم جو چاہو کرو، میں تمہیں معاف کر چکا ہوں)، جبکہ مسند احمد: (322/13)، سنن ابوداود، حدیث نمبر (4656) میں یہ حدیث بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یقین پر دلالت کرنے والے الفاظ کے ساتھ مروی ہے، جس کے الفاظ ہیں: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ... (اللہ تعالی اہل بدر کے احوال سے بخوبی واقف ہے...)، حافظ ابن حجر اپنی کتاب: (فتح الباری: 380/7) میں پہلی روایت (لعل اللہ...) ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: علمائے کرام کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں ترجی (امید) کا مطلب ہے یقینی طور پر واقع ہونا، پھر آپ نے مسند احمد اور سنن ابوداود کی مذکورہ بالا حدیث کا حوالہ دیا جس کے الفاظ یقین پر دلالت کرتے ہیں.

(41) سورۃ توبہ، آیت/100.

(42) سورۃ توبہ، آیت/100.

(43) سورۃ توبہ، آیت/100.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کررکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ، یہی عظیم الشان کامیابی ہے). اللہ رب العالمین کی جانب سے ان کی تعریف ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے ، اور اسی کی جانب سے یہ اعلان بھی ہوا کہ ان کیلئے ایسے باغات تیار کئے جاچکے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مہاجرین وانصار اور ان کے بعد اسلام لانے والوں اور ان کی مدد کرنے والوں کے حق میں خیر کی امید کی جائے گی[44].

امام ابن حزم یا آپ کی موافقت کرنے والوں کا کلام مجمل ہے ، جس میں جنت کی بشارت پانے والوں کے نام تفصیل سے بیان نہیں ہوئے ہیں ، لہذا اس کتاب میں یہ ادنی سی کوشش کی گئی ہے کہ ان صحابہ کرام کا تفصیلی تذکرہ کیا جائے جن کے حق میں بزبانِ رسالت صحیح حدیث سے جنت کی بشارت ثابت ہے[45].

کتاب کا اسلوبِ تحریر:

زیرِ نظر کتاب دراصل ان صحابہ کرام کے تذکرے پر مشتمل ہے جن کے جنتی ہونے کا ذکر کتبِ احادیث ، کتبِ تراجم اور کتبِ طبقات یا کتبِ معرفتِ صحابہ میں آیا ہے ، جب صحابہ کرام کے حق میں جنت کی خوشخبری سنانے والی تمام احادیث اکٹھا کی گئیں تو یہ نتیجہ سامنے آیا کہ عشرہ مبشرہ کے علاوہ (48) صحابہ کرام کے حق میں جنت کی خوشخبری وارد ہوئی ہے ، اور ان روایات کی تعداد تقریبا (160) ہے ، لیکن بحث وتحقیق کی میزان پر جب ان روایات کو رکھا گیا تو پتہ چلا کہ صحیح اور مقبول روایات کی روشنی میں صرف

---

(44) دیکھیں: شرح الشیخ ابن جبرین علی العقیدۃ الطحاویہ.

(45) دیکھیں: الفصل فی الملل والأھواء والنحل: (52/4)، مجموع فتاوی ابن تیمیہ: (518/11)، شرح العقیدۃ الطحاویہ، از: ابن جبرین: (47/3)، شرح العقیدۃ الطحاویہ، از راجحی: (ص/274)، اتحاف السائل، از صالح آل الشیخ: (ص/457).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(28) صحابہ کرام ہی کے حق میں جنت کی نوید ثابت ہے، جبکہ (20) صحابہ کرام کے حق میں جنت کی نوید سنانے والی روایات قابل قبول نہیں ہیں، اور ان (20) صحابہ کرام کے نام یہ ہیں:

1- خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ
2- وہ نوجوان جس نے جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت چاہی
3- ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ
4- معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ
5- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
6- ام رومان رضی اللہ عنہا
7- زید بن صوحان رضی اللہ عنہ
8- عبداللہ بن یاسر عنسی رضی اللہ عنہ
9- عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ
10- ہلال مولی مغیرہ رضی اللہ عنہ
11- ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
12- ابوہند حجام رضی اللہ عنہ
13- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
14- عامر بن ابووقاص رضی اللہ عنہ
15- ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
16- اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
17- ام ورقہ بنت عبداللہ انصاریہ رضی اللہ عنہا
18- صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

19- مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

20- ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

جنت کی خوشخبری پانے والے صحابہ کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جنتی صحابی کا نام اور ان کی مختصر سوانح حیات ذکر کی جائے، پھر اس حدیث کا حوالہ اور درجہ ذکر کیا جائے جس میں صحابی کے حق میں جنت کی بشارت وارد ہوئی ہے. (توفیق تو بس اللہ کے ہاتھ میں ہے)

اہم نوٹ: یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ اہل بدر اور اہل حدیبیہ کے سلسلے میں عمومی بشارت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ام مبشر رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا: بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والا کوئی فرد جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اس پر حضرت حفصہ نے کہا: کیا اللہ تعالی کا یہ فرمان نہیں: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾[46] (تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے)، آپ کہتی ہیں کہ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رک جاؤ، اللہ فرماتا ہے: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا﴾[47] (پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچا لیں گے)[48].

---

[46] سورہ مریم، آیت/71.

[47] سورہ مریم، آیت/72.

[48] مسند احمد، حدیث نمبر (27087)، مسند اسحق بن راہویہ، حدیث نمبر (1986)، اس حدیث کے شواہد بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سنن ابوداود، حدیث نمبر (4655)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3860) اور بروایت علی رضی اللہ عنہ صحیح بخاری، حدیث نمبر (6540)، اور صحیح مسلم، حدیث نمبر (6557) میں مروی ہیں.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1-اُصَیرم بنی عبدالاَشہل رضی اللہ عنہ :

آپ عمرو بن ثابت بن وقیش (یاأقیش) بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاَشہل الانصاری ہیں، کبھی آپ کے دادا کی جانب نسبت دیتے ہوئے آپ کو عمرو بن اُقیش بھی کہا جاتا ہے، آپ کی والدہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، آپ اُصیرم کے لقب سے جانے جاتے ہیں، جنگ احد میں آپ شہید ہوئے.

غزوۂ احد کے وقت آپ نے اسلام قبول کیا اور اسی غزوہ میں شریک ہو کر جامِ شہادت بھی نوش فرمایا، ایک نماز پڑھنے کا موقعہ بھی آپ کو نصیب نہیں ہوا، لیکن بزبانِ رسالت آپ نے جنت میں اپنی جگہ بنالی.

صحیح بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لے آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے اسلام لاؤ پھر جنگ میں شریک ہونا. چنانچہ وہ مسلمان ہوگئے اور شریکِ جنگ ہو کر شہید ہوگئے. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمل تو قلیل رہا لیکن اجر بہت پایا. صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ: انصار کے ایک قبیلہ بنوالنبیت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شہادتین کا اقرار کیا، پھر آگے بڑھا اور جنگ میں شریک ہوگیا اور شہید ہوگیا. امام نسائی نے سنن کبری میں بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں جنگ میں شریک ہو جاؤں اور مارا جاؤں تو کیا یہ میرے حق میں بہتر ہوگا، جبکہ میں نے کوئی نماز نہیں پڑھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں[49].

---

[49] دیکھیں: اسد الغابہ از ابن اثیر: (147/1)، الاصابہ از ابن حجر عسقلانی: (282/2)، حدیث کی روایت کیلئے دیکھیں: صحیح بخاری، حدیث نمبر (2808)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (1900)، سنن الکبریٰ از نسائی، حدیث نمبر (8652).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے حق میں جنت کی بشارت ایک حدیث میں صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، اور وہ حدیث یہ ہے:

ابو سفیان مولی ابی احمد سے روایت ہے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں سے یہ سوال کیا کرتے کہ وہ کون شخص ہے جو بغیر نماز پڑھے بھی جنت کا مستحق ہوگیا؟ جب لوگ اس کا جواب نہ دے پاتے تو وہ آپ ہی سے دریافت کرتے کہ وہ کون ہے؟ جس کے جواب میں آپ کہتے: وہ أصیرم بنی عبد الأشہل عمرو بن ثابت بن وقیش ہیں. راوی حدیث (حصین) کہتے ہیں کہ میں نے محمود بن لبید سے آپ کی نسبت یہ دریافت کیا کہ أصیرم رضی اللہ عنہ کا قصہ کیا ہے؟ آپ نے عرض کیا: غزوۂ احد سے قبل آپ اسلام قبول کرنے سے انکار کیا کرتے تھے، لیکن جب غزوہ احد کا دن آیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ کیلئے روانہ ہوئے اس وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ آپ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں، لہذا آپ مسلمان ہو گئے اور اپنی تلوار لئے جنگ میں شامل ہو گئے اور لڑتے لڑتے شدید زخمی ہو گئے. آگے آپ نے یہ عرض کیا: جنگ کے اختتام پر جب بنو عبد الأشہل کے لوگ اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے تو ان کا گزر آپ کے پاس سے ہوا، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم یہ تو اصیرم ہے، ہم تو اسے کفر کی حالت میں چھوڑ آئے تھے، وہ یہاں کیسے آیا؟ لہذا لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ اے عمرو تم یہاں کیسے آئے؟ کیا اپنے لوگوں کی مدافعت میں یا اسلام کی رغبت میں؟ آپ نے عرض کیا: اسلام کی خاطر، میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور میں مسلمان ہو گیا ہوں، اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر میں نے تلوار اٹھائی اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی ہے، اور یہ زخم مجھے پہونچے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو. حصین کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ کی روح پرواز کر گئی، لوگوں نے آپ کا تذکرہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا: "إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ" (وہ جنتی ہیں).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن اسحاق نے اپنی کتاب (سیرت ابن ہشام: 89/2) میں اس حدیث کو حصین بن عبدالرحمن عن ابی سفیان مولی ابی احمد کے حوالے سے نقل کیا ہے، اس حدیث کو احمد بن حنبل نے بھی اپنی مسند میں اور ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے[50]۔

ہیثمی نے اپنی کتاب (مجمع الزوائد: 348/9) میں اس حدیث کے متعلق یہ لکھا ہے: اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

ابن حجر اپنی کتاب (الاصابہ: 282/2) میں لکھتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے، کئی راویوں نے ابن اسحاق کی طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، آپ کے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کا سبب بیان کرتے ہوئے سنن ابوداود[51] اور مستدرک حاکم[52] میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند کے ساتھ یہ مروی ہے کہ عمرو بن اقیش رضی اللہ عنہ کا جاہلیت میں کچھ سود (وصول کرنا) رہ گیا تھا، انہوں نے اسے وصول کئے بغیر اسلام قبول کرنا مناسب نہیں سمجھا، چنانچہ (جب وصول کر چکے تو) وہ احد کے دن آئے اور پوچھا: میرے چچازاد بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: احد میں ہیں، کہا: فلاں کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: احد میں، کہا: فلاں کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: احد میں، پھر انہوں نے اپنی زرہ پہنی اور گھوڑے پر سوار ہوئے، پھر ان کی جانب چلے، جب مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو کہا: عمرو ہم سے دور رہو، انہوں نے کہا: میں ایمان لا چکا ہوں، پھر وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ زخمی ہو گئے اور اپنے گھر والوں کے پاس زخم خوردہ لائے گئے، ان کے پاس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی بہن سے کہا: اپنے بھائی سے پوچھو کہ انہوں نے اپنی قوم کی خاطر لڑائی کی ہے یا اللہ کی خاطر انہوں نے جنگ میں شرکت کی ہے، آپ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ میں نے اللہ

---

[50] دیکھیں: مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر (23684)، معرفۃ الصحابہ، حدیث نمبر (4428)۔

[51] سنن ابوداود، حدیث نمبر (2539)۔

[52] مستدرک حاکم، حدیث نمبر (2533)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے رسول کی خاطر جنگ میں شرکت کی ہے، پھر آپ کا انتقال ہو گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گئے، حالانکہ انہوں نے اللہ کے لیے ایک نماز بھی نہیں پڑھی. اس کی سند حسن ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2-بلال بن رباح رضی اللہ عنہ:

آپ مؤذنِ رسول، بلال بن رباح حبشی مولی ابی بکر ہیں، آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ کا شماران سابقین اولین صحابہ میں ہوتا ہے جنہیں اللہ کی راہ میں خوب ستایا گیا.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سات لوگوں نے اسلام کا سب سے پہلے اظہار کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو بکر، عمار، ان کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اللہ نے آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعہ کی، ابو بکر کی حفاظت ان کی قوم کے ذریعہ کی، لیکن باقی رہ جانے والوں کو مشرکین نے خوب ستایا، انھیں لوہے کی زرہ پہنائی جاتی، اور تپتی ہوئی دھوپ میں ان کو سزائیں دی جاتیں، تمام نے مشرکین کے کچھ مطالبات تسلیم کر لئے، لیکن بلال نے ان کے کسی مطالبے کو تسلیم نہیں کیا، نتیجے میں مشرکین نے ان کو خوب ستایا اور خوب ذلیل کیا، پھر آپ کو کچھ لڑکوں کے حوالے کر دیا جو آپ کو مکہ کی گلیوں کی گھسیٹتے رہے، مگر آپ صرف (احد، احد) کہتے رہے[53].

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ کہا کرتے تھے: «أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلاَلًا» (ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں، ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے، اس سے ان کی مراد بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے)[54].

عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ میں ابن مسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے حضرت بلال کا تذکرہ کیا اور فرمایا: ان کو اللہ کی راہ میں خوب ستایا جاتا لیکن وہ اپنے دین پر مضبوطی کے ساتھ جمے ہوئے تھے، ان کی

---

(53) مستدرک حاکم، حدیث نمبر (5238)، حلیۃ الاولیاء از ابو نعیم: (149/1)، اور حدیث کے یہ الفاظ ابو نعیم کے ذکر کردہ ہیں.

(54) صحیح بخاری، حدیث نمبر (3544)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3656).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاقات اللہ کے نبی ﷺ سے ہوئی، آپ نے فرمایا: ہمارے پاس اگر کچھ ہوتا تو ہم بلال کو خرید لیتے، لہذا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ میرے لئے بلال کو خرید لاؤ، لہذا حضرت عباس نے آپ کو خرید کر حضرت ابو بکر کی خدمت میں بھیج دیا، اور ابو بکر صدیق نے آپ کو آزاد کر دیا[55].

قیس کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے بلال کو پانچ اوقیہ سونے کے عوض خریدا، اس پر مشرکین نے کہا کہ اگر تم صرف ایک اوقیہ سونے پر ہی ہم سے اس کا سودا کرتے تو ہم اسے بیچ دیتے، جس کے جواب میں آپ نے عرض کیا کہ اگر تم سو اوقیہ سونا بھی طلب کرتے تب بھی میں تم سے اس کا سودا ضرور کرتا[56].

جنگ بدر اور باقی غزوات میں آپ شریک رہے، اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کو جنتی قرار دیا ہے، جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے آپ کے اور ابو عبیدہ بن جراح کے درمیان مؤاخات (بھائی چارہ) قائم کیا[57]، اللہ کے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ جہاد کی غرض سے روانہ ہوئے اور ملک شام میں آپ نے وفات پائی، آپ ابو بکر صدیق کے ساتھی اور رسول اللہ ﷺ کے خازن تھے، سن 17 ہجری یا اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی، جبکہ آپ کی عمر لگ بھگ ساٹھ برس سے زائد تھی، سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب حضرت بلال کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے کہا: کل محبوب

---

(55) سیر اعلام النبلاء: (352/1)، مصنف عبد الرزاق: (234/11).

(56) ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر (36589)، حلیۃ الاولیاء از ابو نعیم: (38/1)، ذہبی نے اپنی کتاب (سیر اعلام النبلاء: 353/1) میں اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے.

(57) الاصابہ: (326/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہماری ملاقات ہوگی، یعنی محمد ﷺ اور ان کے ساتھی، سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ یہ سن کر ان کی اہلیہ نے کہا: ہائے افسوس! اس پر حضرت بلال نے کہا: واہ کتنی خوشی کی بات ہے![58].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت والی حدیث دس صحابہ کرام سے مروی ہے، اور وہ یہ ہیں: ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، زید بن ارقم، وحشی بن حرب، سہل بن سعد، ابوامامہ، انس بن مالک، اور بریدہ رضی اللہ عنہم، اس میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر سے مروی روایت سب سے صحیح ہے، لیکن میں یہاں صرف حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث کے ذکر ہی پر اکتفا کروں گا.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلاَلٍ: «عِنْدَ صَلاَةِ الفَجْرِ يَا بِلاَلُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الإِسْلاَمِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الجَنَّةِ» قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي: أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ "

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کے وقت پوچھا کہ اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہتا جتنی میری قسمت میں لکھی ہوتی ہے[59].

---

(58) سیر اعلام النبلاء: (359/1).

(59) صحیح بخاری، حدیث نمبر (1098)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2458).

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

3-ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ:

آپ ثابت بن قیس بن شماس انصاری خزرجی ہیں، آپ انصار کے مشہور خطیب تھے اور آپ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں جنت کی بشارت سنائی ہے، سن 12 ہجری حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں آپ شہید ہوئے.

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ (ثابت بن قیس بن شماس کیا ہی اچھے انسان ہیں)[60].

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جنگ یمامہ کے موقع پر حضرت ثابت بن قیس دو خوشبودار سفید لباس زیب تن کئے ہوئے شریکِ جنگ ہوئے، اور بڑی جانبازی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے، آپ کے ان ہی کپڑوں میں آپ کو کفنایا گیا، آپ کی زرہ کسی نے چوری کرلی تھی، ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا جس سے آپ نے کہا: فلاں جگہ پالان کے نیچے ایک دیگچی میں زرہ رکھی ہوئی ہے، ساتھ ہی آپ نے اسے وصیت بھی کی، لوگوں نے جب ڈھونڈا تو زرہ وہیں ملی جہاں آپ نے بتلائی تھی، لوگوں نے آپ کی ذکر کردہ وصیت کو پورا کیا[61].

---

[60] مسند احمد، حدیث نمبر (9421)، الأدب المفرد از بخاری، حدیث نمبر (337)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3795)، حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، دیکھیں: (الاصابہ: 395/1).

[61] مستدرک حاکم: (260/3)، امام حاکم نے اس روایت کو مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، امام بخاری نے بھی یہ قصہ ذکر کیا ہے مگر اس میں آپ کے زرہ اور آپ کی شہادت کا ذکر نہیں ہے. دیکھیں: صحیح بخاری، حدیث نمبر (2690).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ یہ ذکر کیا ہے کہ یمامہ کے دن ثابت بن قیس بن شماس شہید ہوئے، جن کو حضرت ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں انصار کا نگران بنا کر روانہ کیا تھا[62]. پھر امام حاکم نے آپ کی سوانح حیات میں کئی احادیث ذکر کی ہیں، جن میں ایک حدیث یہ بھی ہے:

عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عطاء خراسانی نے کہا: میں مدینہ آیا اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی خدمت میں حاضر ہوا، لہذا آپ نے اپنے والد کا واقعہ مجھ سے بیان کیا اور کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﴾[63] (اے ایمان والو اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو) میرے والد روتے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھ گئے، پھر مکمل حدیث آپ نے ذکر کی، اور کہا: جب آپ شہید ہو گئے تو ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا، جس سے آپ نے یہ عرض کیا: میں جب شہید کر دیا گیا تو میری زرہ ایک مسلمان شخص نے مجھ سے اتار لی اور اسے چھپالیا ہے، جو اس کے پالان کے نیچے ہے، تم لشکر کے امیر کو اس کی اطلاع دینا لیکن یہ نہ کہنا کہ یہ خواب ہے ورنہ اس کی اہمیت نہیں رہے گی، اور جب مدینہ جانا تو خلیفہ رسول سے کہنا کہ فلاں اور فلاں کا قرض میرے ذمہ باقی ہے، اور میرا فلاں غلام آزاد ہے، لیکن ان سے یہ نہ کہنا کہ یہ خواب ہے، ورنہ یہ ضائع کر دیا جائے گا، لہذا آپ نے خلیفہ کو اس بات کی اطلاع دی اور خلیفہ نے آپ کی ذکر کردہ وصیت کو نافذ کیا، وفات کے بعد کی گئی وصیت کو نافذ کئے جانے کا ذکر سوائے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہمیں کسی کے بیان میں نہیں ملتا ہے[64].

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے فرزندان محمد، یحیی اور عبداللہ واقعہ حرۃ میں شہید کر دیئے گئے.

---

[62] مستدرک حاکم: (259/3) ہامش.

[63] سورۃ الحجرات، آیت/2.

[64] مستدرک حاکم: (261/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زہری کہتے ہیں: تمیم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جس کے خطیب نے اپنے حق میں فخریہ کلمات کہے، لہذا اللہ کے نبی ﷺ نے ثابت بن قیس سے کہا: (اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو)، آپ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد بیان کی اور ایسے فصیح و بلیغ کلمات کہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اور مسلمان سب خوش ہو گئے[65].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت ایک حدیث میں صحیح سند کے ساتھ وارد ہوئی ہے.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: }يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ{ [الحجرات: 2] إِلَى قَوْلِهِ }وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ{ ، وَكَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ رَفِيعَ الصَّوْتِ، فَقَالَ: أَنَا الَّذِي كُنْتُ أَرْفَعُ صَوْتِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبِطَ عَمَلِي، أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَجَلَسَ فِي أَهْلِهِ حَزِينًا، فَتَفَقَّدَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلَيْهِ، فَقَالُوا لَهُ: تَفَقَّدَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ؟ فَقَالَ: أَنَا الَّذِي أَرْفَعُ صَوْتِي فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ، وَأَجْهَرُ بِالْقَوْلِ حَبِطَ عَمَلِي، وَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرُوهُ بِمَا قَالَ، فَقَالَ: " لَا، بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ " قَالَ أَنَسٌ: " وَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: (اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں

---

[65] دیکھیں: سیر اعلام النبلاء: (562/2)، سیرت ابن ہشام: (562/2)، سیر اعلام النبلاء: (311/1)، تہذیب التہذیب: (11/2).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو)، ثابت بن قیس بن شماس بلند آواز والے تھے، انہوں نے کہا: میں ہی آپ سے اونچی آواز میں بات کرتا ہوں، یعنی میرے اعمال اکارت ہوگئے اور میں جہنمی ہو گیا، یہ سوچ کر آپ افسردہ ہو گئے اور اپنے گھر میں بیٹھ گئے، اللہ کے رسول ﷺ نے جب ان کو نہ پایا تو لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا، لہذا لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے متعلق دریافت کیا ہے کہ تم آخر کیوں غائب ہو، اس پر آپ نے عرض کیا: میری آواز نبی کی آواز سے بلند سے اور میں بلند آواز میں آپ سے بات کرتا ہوں، یعنی میرے اعمال ضائع ہو گئے اور میں جہنمی ہو گیا، لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے اور پورا واقعہ بیان کیا، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ تو جنتی ہیں، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کو اپنے درمیان دیکھتے تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ جنتی ہیں[66].

---

[66] مسند احمد، حدیث نمبر(12422) اور یہ الفاظ مسند احمد کے ہیں، صحیح بخاری، حدیث نمبر(4565)، صحیح مسلم، حدیث نمبر(119).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4-جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ :

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ابو عبداللہ جعفر بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں، آپ ذوالجناحین (پرندوں کے دو بازو والے) کے لقب سے مشہور جلیل القدر صحابی ہیں، حضرت علی کے آپ سگے بھائی ہیں اور سابقین اولین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ (مواخات) قائم کیا تھا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: (مسکینوں کے حق میں جعفر سب سے بہتر شخص تھے)[67].

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (نہ کسی نے جوتا پہنا یا اور نہ پہنا اور نہ سوار ہوا سواریوں پر اور نہ چڑھا اونٹ کی کاٹھی پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جعفر بن ابی طالب سے افضل و بہتر ہو)[68].

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کہا: (تم صورت اور سیرت دونوں میں میرے مشابہ ہو)[69].

---

[67] صحیح بخاری، حدیث نمبر (3505).

[68] مسند احمد، حدیث نمبر (9342)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3764)، السنن الکبری از نسائی، حدیث نمبر (8157)، ترمذی نے اس حدیث کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث (حسن صحیح غریب) ہے.

[69] صحیح بخاری، حدیث نمبر (2698)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3769) بروایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے حبشہ کی جانب ہجرت کیا، نجاشی اور اس کے متبعین آپ کی دعوت پر مسلمان ہوئے، آپ حبشہ ہی میں قیام پذیر رہے، پھر جنگ خیبر کے موقع پر مدینہ چلے آئے، کتبِ مغازی میں اس کی مکمل تفصیل صحیح سند کے ساتھ مذکور ہے.

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں جب حضرت علی سے کوئی چیز مانگتا اور وہ نہ دیتے تو میں ان کو جعفر کا واسطہ دیتا اور آپ مجھے وہ چیز عنایت کر دیتے[70].

اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی ہی میں سن 8 ہجری سر زمین شام موتہ کے مقام پر روم سے لڑائی کے دوران آپ شہید ہو گئے، عمر میں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے، اس طرح شہادت کے وقت آپ کی عمر چالیس برس سے کچھ زائد تھی.

طبرانی میں نافع سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے کہا: میں اس غزوہ میں ان کے ساتھ تھا، ہم نے جب جعفر کو تلاش کیا تو دیکھا کہ ان کے جسم کے صرف اگلے حصے پر نوے (90) سے زائد تیر اور تلوار کے زخم تھے[71].

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا ہے[72].

---

(70) فضائل الصحابہ از امام احمد بن حنبل: (1142/2)، المعجم الکبیر از طبرانی: (109/2)، لیکن اس روایت میں ایک راوی مجالد بن سعید ہیں جو ضعیف ہیں.

(71) المعجم الکبیر: (106/2).

(72) سنن ترمذی: (654/5).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخاری میں روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے: «السلام عليك يا ابن ذي الجناحين» .اے دوپروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو[73].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو ہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا غمگیں دیکھا[74].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع اور علی الہلالی کی مرسل روایت سے ثابت ہے، میں یہاں پر صرف حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِي الجَنَّةِ مَعَ المَلَائِكَةِ»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا ہے"[75].

---

[73] صحیح بخاری، حدیث نمبر (3506)، السنن الکبری للنسائی: (47/5).

[74] المعجم الکبیر از طبرانی: (108/2)، مستدرک حاکم: (231/2)، امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا ہے.

[75] سنن ترمذی: (654/5)، اس حدیث کی سند عبداللہ بن جعفر کی وجہ سے ضعیف ہے، امام ترمذی کے بقول: ابوہریرہ کی یہ حدیث غریب ہے کیونکہ اس حدیث میں ایک راوی عبداللہ بن جعفر ہے جس کو یحیی بن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے، عبداللہ بن جعفر یہ یحیی بن المدینی کے والد ہیں، اس باب میں ایک حدیث ابن عباس سے بھی مروی ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِي اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دَخَلْتُ الْجَنَّةَ الْبَارِحَةَ، فَنَظَرْتُ فِيهَا، وَإِذَا جَعْفَرٌ، يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ» وفي رواية: «رَأَيْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، مَلَكًا يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ، ذَا جَنَاحَيْنِ يَطِيرُ بِهِمَا، حَيْثُ يَشَاءُ مَقْصُوصَةٌ قَوَادِمُهُ بِالدِّمَاءِ»

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں کل رات جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ جعفر پرواز کررہے ہیں۔ایک دوسری روایت میں ہے: میں نے جعفر کو جنت میں دو بازو(پرندے کے پر) والے ایک فرشتے کی شکل میں دیکھا کہ وہ جہاں چاہے اڑ رہے ہیں، البتہ آپ کے پروں کے کنارے خون میں نہائے ہوئے کچھ کٹے ہوئے ہیں[76].

[76] الطبرانی الکبیر، حدیث نمبر(1448)، (1449)، معرفۃ الصحابۃ، از ابو نعیم، حدیث نمبر(1339) بروایت ابن عباس ہیثمی نے اپنی کتاب(المجمع:9/443) میں لکھاہے کہ طبرانی نے دوسند سے اس کو روایت کیاہے جس میں ایک سند حسن ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5-حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

آپ حارثہ بن سراقہ بن حارث بن عدی بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری نجاری ہیں، آپ کی والدہ ربیع بنت نضر ہیں جو کہ انس بن مالک کی پھوپھی ہیں، جنگ بدر کے موقع پر آپ شہید ہوئے، حبان بن عرقہ نے آپ پر تیر چلایا تھا جو کہ آپ کے گلے میں پیوست ہوگیا جب کہ آپ حوض سے پانی پی رہے تھے، بدر میں سب سے پہلے شہید ہونے والے انصاری صحابی آپ ہی تھے، آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سائب بن عثمان بن مظعون جمحی اور آپ کے درمیان مؤاخات قائم کی تھی[77].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں وارد ہوئی ہے:

عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ البَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَلاَ تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ، وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ، فَإِنْ كَانَ فِي الجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ، اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي البُكَاءِ، قَالَ: «يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الفِرْدَوْسَ الأَعْلَى»

---

[77] دیکھیں: الطبقات الکبری، از ابن سعد: (510/3)، الاستیعاب: (91/1)، سیر اعلام النبلاء: (163/1)، الاصابہ: (614/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زاد الترمذي«وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَأَفْضَلُهَا».

قتادہ کہتے ہیں کہ ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! حارثہ کے بارے میں بھی آپ مجھے کچھ بتائیں۔ حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا تھا، کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کر لوں اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لیے روؤں دھوؤں. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے[78].

سنن ترمذی میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے ربیع بنت نضر سے یہ بھی عرض کیا: (فردوس جنت کا ایک ٹیلہ ہے، جنت کے بیچ میں ہے اور جنت کی سب سے اچھی جگہ ہے)، مسند احمد میں بھی یہ الفاظ مذکور ہیں لیکن مرفوع نہیں بلکہ یہ قتادہ کا کلام ہے.

[78] صحیح بخاری، حدیث نمبر(2654)، مسند احمد:(280/21)، سنن ترمذی، حدیث نمبر(3174).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6-حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ

آپ حذیفہ بن یمان عبسی ہیں، آپ کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے، آپ کے والد کا نام حُسَیل بن جابر بن عبس ہے جو کہ یمان عبسی کے نام سے مشہور تھے.

آپ کے والد نے کسی کا خون کردیا تھا، لہذا وہ مدینہ کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے اور بنو عبدالاشہل کے حلیف بن گئے، اسی وجہ سے آپ کی قوم نے آپ کا نام یمان رکھ دیا کیونکہ آپ یمانیہ کے حلیف بن گئے تھے، آپ نے حذیفہ کی والدہ سے نکاح کیا اور حذیفہ کی ولادت مدینہ ہی میں ہوئی، حذیفہ اور ان کے والد دونوں مسلمان ہوگئے اور ان کا ارادہ تھا کہ وہ بدر میں شریک رہیں، لیکن ان کی کافر قوم نے ان کو شریک ہونے کا موقع نہیں دیا، لیکن دونوں جنگ احد میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں یمان شہید بھی ہوگئے.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی حدیثیں روایت کی ہیں.

عجلی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر نے مدائن پر آپ کو اپنا گورنر مقرر کیا تھا جس عہدے پر آپ اپنی وفات تک برقرار رہے، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کا انتقال ہوا، اور یہ سن 36ھ کا واقعہ ہے[79].

عراق کی فتوحات میں حضرت حذیفہ شریک رہے اور کئی کارہائے نمایاں آپ نے انجام دیئے[80]. آپ اکابر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں آپ ہی کو خندق کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کا

---

[79] دیکھیں: الثقات: (289/1).

[80] الاصابہ: (44/2) اختصار کے ساتھ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حال جاننے کیلئے روانہ کیا تھا، اور آپ ہی نے قریش کے روانہ ہونے کی خبر آپ کو دی تھی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منافقین کے متعلق آپ سے برابر دریافت کیا کرتے تھے.

آپ صحابہ کرام کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازدار کی حیثیت سے مشہور تھے، جب کسی کا انتقال ہو جاتا تو حضرت عمر آپ کو دیکھتے کہ جب آپ اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوتے تو حضرت عمر بھی شریک ہوتے ورنہ شریک نہیں ہوتے.

نہاوند کی جنگ میں حضرت حذیفہ شریک تھے، اور جب نعمان بن مقرن شہید ہوئے تو آپ نے بڑھ کر جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا، ہمذان، رے اور دینور آپ کی قیادت میں فتح ہوئے، سن 22ھ کی یہ سب فتوحات ہیں[81].

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم اپنی خواہش بیان کرو، لہذا انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کے پاس خوب خزانہ ہو جسے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر سکیں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو ابو عبیدہ، معاذ بن جبل اور حذیفہ جیسے رجالِ کار کی ضرورت ہے تاکہ میں رضائے الٰہی کی راہوں میں ان کی خدمات حاصل کر سکوں[82]. حضرت حذیفہ کے متعلق آتا ہے کہ شر و فتن کے متعلق آپ اکثر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کرتے تھے تاکہ ان سے بچا جا سکے، ایک شخص نے آپ سے سوال کیا: سب سے بڑا فتنہ کیا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: خیر اور شر دونوں تمہارے سامنے بیان کئے جائیں لیکن تمہیں یہ تک پتہ نہ ہو کہ ان میں سے کسے ترک کیا جائے[83].

---

(81) الاستیعاب: (99/1).

(82) دیکھیں: اسد الغابہ: (248/1).

(83) دیکھیں: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: (99/1)، تہذیب الاسماء: (215/1)، الاصابہ: (44/2)، مصنف ابن ابی شیبہ: (503/7).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے حق میں جنت کی بشارت ابراہیم تیمی کی اپنے والد کی طریق سے صحیح مسلم میں وارد ہوئی ہے، روایت یہ ہے:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذَلِكَ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ، وَأَخَذَتْنَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَقُرٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟»، فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، فَقَالَ: «قُمْ يَا حُذَيْفَةُ، فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ»، فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا إِذْ دَعَانِي بِاسْمِي أَنْ أَقُومَ، قَالَ: «اذْهَبْ فَأْتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ، وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ»، فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِي فِي حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ، فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِي ظَهْرَهُ بِالنَّارِ، فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِي كَبِدِ الْقَوْسِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ»، وَلَوْ رَمَيْتُهُ لَأَصَبْتُهُ فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِي فِي مِثْلِ الْحَمَّامِ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ، وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ، فَأَلْبَسَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّي فِيهَا، فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ: «قُمْ يَا نَوْمَانُ»

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ابراہیم تیمی سے روایت ہے، انہوں نے سنا اپنے باپ (یزید بن شریک تیمی سے) انہوں نے کہا: ہم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے. ایک شخص بولا: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہوتا تو جہاد کرتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور کوشش کرتا لڑنے میں، حذیفہ نے کہا: کیا تو ایسا کرتا؟ (یعنی تیرا کہنا معتبر نہیں ہو سکتا، کرنا اور ہے اور کہنا اور، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کوشش کی تو اس سے بڑھ کر نہ کر سکتا) تم دیکھو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے احزاب (جمع ہے حزب کی، حزب کہتے ہیں گروہ کو، اس جنگ کو جو ۵ ھ ہجری میں ہوئی غزوۂ احزاب کہتے ہیں اس لیے کہ کافروں کے بہت سے گروہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کو آئے تھے) کی رات کو، اور ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی بھی خوب تھی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر لائے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا؟.'' یہ سن کر ہم لوگ خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا (کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ ایسی سردی میں رات کو خوف کی جگہ میں جائے اور خبر لائے حالانکہ صحابہ کی جانثاری اور ہمت مشہور ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس لائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا؟.'' کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش ہو رہے. آخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اٹھ اور کافروں کی خبر لا '' اب مجھے کچھ نہ بنا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام لے کر حکم دیا جانے کا. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جا اور خبر لے کر آ کافروں کی اور مت اکسانا ان کو مجھ پر (یعنی ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ آئے اور وہ تجھ کو ماریں یا لڑائی پر مستعد ہوں). جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے چلا تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی حمام کے اندر چل رہا ہے (یعنی سردی بالکل کافور ہو گئی بلکہ گرمی محسوس ہوتی تھی یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت تھی. اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت بسا اوقات نفس کو ناگوار ہوتی ہے لیکن جب مستعدی سے شروع کر دی جائے تو بجائے تکلیف کے لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے) یہاں تک کہ کافروں کے پاس پہنچا. دیکھا تو ابوسفیان اپنی کمر کو آگ سے سینک رہا ہے. میں نے تیر کمان پر چڑھایا اور مارنے کا قصد کیا. پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یاد آیا کہ ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ آئے، اگر میں مار دیتا تو بے شک ابوسفیان کو لگتا، آخر میں لوٹا. پھر مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حمام کے اند چل رہا ہوں، جب رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سب حال کہہ دیا اس وقت مجھے سردی محسوس ہوئی، آپ ﷺ نے مجھے اپنا ایک فاضل کمبل اوڑھا دیا جس کو اوڑھ کر آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، میں اس کو اوڑھ کر جو سویا تو صبح تک سوتا رہا جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھ بہت سونے والے''[84].

[84] صحیح مسلم، حدیث نمبر(1788).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

7-نواسہ رسول ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہما

آپ شگفتۂ رسول اور آپ کے نواسے امیر المؤمنین حسن بن علی بن ابو طالب ہاشمی ہیں، آپ اللہ کے رسول ﷺ کی تربیت میں رہے، آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، آپ کے والد امیر المومنین علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور آپ کی نانی ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں، آپ پانچویں خلیفہ راشد ہیں.

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھے اور حسن بن علی کو اپنے پاس بیٹھاتے اور کہتے: (اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر)[85].

آپ سے کئی احادیثِ نبوی مروی ہیں.

صحیح بخاری میں ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عقبہ بن حارث نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں. آپ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور فرمایا: میرے باپ تم پر قربان ہوں تم میں نبی کریم ﷺ کی شباہت ہے، علی کی نہیں. یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے (خوش ہو رہے تھے)[86].

سن 49ھ جبکہ آپ کی عمر عزیز سینتالیس برس تھی کسی نے زہر دے کر آپ کو شہید کر دیا، بعض مؤرخین نے آپ کی تاریخ وفات سن 50ھ ذکر کیا ہے.

---

[85] مسند احمد: (283/4) اور (292/4)، صحیح بخاری، حدیث نمبر (3537)، الأدب المفرد، حدیث نمبر (86)، صحیح مسلم: (130/7).

[86] صحیح بخاری، حدیث نمبر (3542).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجِ بیت اللہ کیلئے آپ پیدل ہی چلے جاتے اور یہ کہا کرتے: مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں اپنے رب سے اس حال میں ملاقات کروں کہ اس کے گھر کی جانب پیادہ میرا سفر بھی نہ ہوا ہو، لہذا آپ نے مدینہ سے بیس مرتبہ پیدل سفر حج کیا[87].

تین مرتبہ آپ نے اپنا مکمل آدھا مال اپنے رب کی راہ میں خرچ کر دیا تو دو مرتبہ اپنی مکمل پونجی اپنے رب کی راہ میں لٹادی.

آپ انتہائی کریم، بردبار اور متقی و پرہیز گار انسان تھے، آپ کی بردباری اور دنیا سے بے رغبتی کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے اللہ کی خاطر دنیا اور خلافت سے دستبرداری اختیار کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع میں آپ آگے آگے تھے[88].

آپ کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تھے، حضرت علی کا قتل 17 رمضان 40ھ ہوا، چالیس ہزار سے زائد وہ افراد جنہوں نے حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی انہوں نے آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی، لہذا آپ سات ماہ تک سرزمین حجاز، یمن، عراق اور خراسان وغیرہ کے خلیفہ رہے، پھر ملکِ شام سے حضرت معاویہ آپ کی جانب بڑھے اور آپ بھی ان کی جانب بڑھے، اور جب دونوں فریق ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو آپ کو یہ اندازہ ہو گیا کہ کوئی بھی فریق اسی وقت غالب ہو گا جب مدمقابل کے بیشتر افراد قتل ہو جائیں، لہذا آپ نے حضرت معاویہ کی جانب صلح کا پیغام بھیجا اور اس شرط پر خلافت سے دستبرداری اختیار کی کہ ان کے بعد وہی خلیفہ ہوں گے اور یہ بھی شرط رکھی کہ ان کے والد کے عہد میں مدینہ یا عراق یا حجاز والوں نے جو کچھ کیا ہے اس پر ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اس کے علاوہ آپ نے اور بھی شرطیں رکھیں، جسے حضرت معاویہ نے قبول فرمالیں، اس

---

[87] حلیۃ الاولیاء: (37/2).

[88] تہذیب الاسماء: (220/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح اللہ کے نبی ﷺ کا یہ عظیم معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ نے حضرت حسن کے حق میں فرمایا تھا: (میرا یہ بیٹا سید ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں ملاپ کرادے گا)[89].

کہا جاتا ہے کہ صلح کا یہ واقعہ 25 ربیع الاول 41ھ پیش آیا، بعض نے مہینہ ربیع الآخر تو بعض نے نصف جمادی الأولی ذکر کیا ہے، آپ نے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں وصیت کی تھی[90].

آپ کے اور آپ کے بھائی حسین رضی اللہ عنہما کے حق میں جنت کی بشارت تواتر کے ساتھ قطعی طور پر ثابت ہے، جیسا کہ (نظم المتناثر: ص/196) میں درج ہے، اور اس کتاب کے مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ یہ روایت سترہ (17) صحابہ کرام سے مروی ہے، لیکن جب میں نے ان روایات کو جمع کیا تو مجھے یہ روایت اٹھارہ صحابہ کرام سے مروی ملی، اس کے علاوہ ایک مرسل روایت بھی میرے سامنے آئی، اس روایت کو نقل کرنے والے صحابہ کرام کے نام یہ ہیں: ابو سعید خدری، حذیفہ، عمر بن خطاب، ابن عمر، ابوہریرہ، جہم، علی بن ابو طالب، عبد اللہ بن مسعود، معاویہ بن قرہ عن ابیہ، مالک بن حویرث، اسامہ بن زید، حسین بن علی، براء بن عازب، جابر بن عبد اللہ، بریدہ بن حصیب، انس بن مالک، ابو رمثہ، علی الہلالی، اور مسلم بن یسار سے مرسل مروی ہے، لیکن میں یہاں صرف ابو سعید خدری سے مروی روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا، روایت یہ ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ»

---

(89) مسند احمد: (49/5)، صحیح بخاری، حدیث نمبر (2557)، سنن ابوداود، حدیث نمبر (4662)، سنن نسائی، حدیث نمبر (1410).

(90) دیکھیں: تہذیب الأسماء: (220/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمن بن ابو نعم سے مروی ہے کہ ابو سعید خدری نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں، اور سوائے مریم بنت عمران تمام خواتینِ جنت کی سردار فاطمہ ہیں[91].

[91] مسند احمد، حدیث نمبر(10999)،(11594)،(11618)، سنن کبری، از نسائی، حدیث نمبر(8461)، تاریخ اصبھان، ازابونعیم، روایت نمبر(2021)، المعجم الکبیر از طبرانی:(38/3)، سنن ترمذی، حدیث نمبر(3768).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

8-نواسۂ رسول ﷺ حسین بن علی رضی اللہ عنہما

آپ شگفتۂ رسول اور آپ کے نواسے سید الشہداء ابو عبداللہ حسین بن علی بن ابو طالب ہاشمی ہیں، آپ اور آپ کے بھائی حسن دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں، آپ کے بعض مناقب کا ذکر آپ کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کے بیان میں گزر چکا ہے.

جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت حسن کی ولادت اور حضرت حسین کے حمل میں صرف ایک طہر کا فرق ہے[92].

ترمذی میں یعلی بن مرہ سے مروی حسن درجہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الأَسْبَاطِ» (حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین قبائل میں سے ایک قبیلہ ہیں)[93].

زبیر بن بکار نے کہا کہ مجھ سے مصعب نے بیان کیا کہ حضرت حسین نے پچیس مرتبہ پیادہ سفرِ حج کیا ہے[94].

---

(92) اسد الغابہ: (264/1).

(93) مسند احمد، حدیث نمبر (17704)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3775)، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر (144)، بوصیری نے (مصباح الزجاجہ: 22/1) میں اس روایت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں.

(94) المعجم الکبیر، حدیث نمبر (2844)، ہیثمی نے مجمع الزوائد: (135/9) میں اس روایت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ طبرانی نے منقطع سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کثرت سے نمازیں پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے، حج کرنے والے، صدقہ وخیرات کرنے والے اور بھلائی کے کاموں میں سبقت کرنے والے تھے، اس کے علاوہ آپ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے.

ملک عراق میں کربلاء کے مقام پر عاشوراء کے دن بروز جمعہ یا شنبہ آپ کو شہید کر دیا گیا، لوگ آپ کی شہادت پر بڑے ہی غمزدہ ہوئے اور آپ کی مظلومانہ شہادت پر انہوں نے مرثیے بھی کہے.

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد: علی الاکبر، علی الأصغر، فاطمہ اور سکینہ رضی اللہ عنہم.

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: قدماء میں بہت سے لوگوں نے شہادت حسین پر کتابیں لکھی ہیں جن میں حق و باطل اور سچ و جھوٹ سب جمع کر دیئے گئے ہیں. سن 61ھ عاشوراء کے دن چھپن برس (56) کی عمر میں آپ شہید کر دیئے گئے [95].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت تواتر کے ساتھ ثابت ہے، جس کا ذکر آپ کے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے بیان میں پیچھے گزر چکا ہے.

[95] دیکھیں: الاصابہ: (76/2)، تہذیب الاسماء: (228/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9-ذکوان بن عبد قیس انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ

آپ ابو السبع ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ ذوالشمالین انصاری زرقی ہیں، بیعتِ عقبہ اولی اور ثانیہ دونوں میں آپ شریک رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کیلئے آپ مدینہ سے مکہ چلے آئے، اسی لئے آپ کو انصاری مہاجر کہا جاتا ہے. معرکہ بدر میں آپ شریک تھے اور غزوہ احد میں آپ شہید ہوگئے. ابوالحکم اخنس بن شریق کے ہاتھوں آپ شہید ہوئے، حضرت علی نے جب یہ دیکھا تو آپ نے ابوالحکم بن اخنس بن شریق پر ایسا وار کیا کہ اس کا پاؤں کٹ گیا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا، پھر حضرت علی نے اس کا کام ہی تمام کر دیا. حضرت ذکوان کی اولاد نہیں ہے[96].

ابن ہشام کے بقول آپ کا نام عمیر تھا اور آپ کو ذوالشمالین کہا جاتا تھا کیونکہ آپ بائیں ہاتھ سے اکثر کام کیا کرتے تھے[97].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت مندرجہ ذیل ایک حدیث سے ثابت ہے:

عاصم بن عمر بن جعفر العمری سے روایت ہے وہ سہیل بن ابوصالح سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس وقت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ احد کیلئے نکلے آپ نے عرض کیا: کون ہے جو رات میں اس خلا کو پر کرے گا؟، کہتے ہیں کہ بنو زریق سے تعلق رکھنے والے ایک انصاری کھڑے ہوئے جن کا نام ابوالسبع ذکوان بن عبد قیس تھا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں تیار ہوں. اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں عبد قیس کا بیٹا ہوں. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: بیٹھ جاؤ، پھر اللہ کے

---

(96) اختصار کے ساتھ طبقات ابن سعد: (593/3) سے ماخوذ.

(97) سیرت ابن ہشام:(680/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے دوبارہ عرض کیا، جس پر ذکوان ہی کھڑے ہوئے، تب آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں ابوالسبع ہوں، اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم فلاں اور فلاں مقام پر بیٹھ جاؤ، اس پر ذکوان نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اکیلا ہی ہوں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: «من أحب أن ينظر إلى رجل يطأ خضرة الجنة بقدميه غدا فلينظر إلى هذا» (کل جنت کی ہریالی کو روندلے والے شخص کو جو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے)، یہ سن کر ذکوان اپنے گھر والوں کو الوداع کہنے کیلئے چل پڑے، ان کی بیویوں نے ان کے دامن تھام لئے اور کہا: اے ابوالسبع تم ہمیں چھوڑ کر جارہے ہو، آپ نے ان سے اپنے کپڑے چڑھائے اور اپنی راہ لی، پھر کچھ دور جا کر ان کی جانب مڑے اور کہا: کل قیامت کے دن ہماری ملاقات ہوگی، پھر آپ شہید ہوگئے[98].

---

[98] ابن مبارک نے الجہاد: (46/1 برقم: 151) اس حدیث کو روایت کیا ہے، اور آپ ہی کی طریق سے ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ: (328/7) میں ذکر کیا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی اپنی کتاب الاصابہ: (405/2) میں اس کا تذکرہ کیا ہے. لیکن یہ روایت مرسل ہے کیونکہ سہیل بن ابوصالح تابعی ہیں، مگر غزوۂ احد میں حضرت ذکوان کی شہادت کا ذکر کئی مرسل اسانید سے مروی ہے، ابونعیم نے المعرفہ: (327/7) میں ابن شہاب زہری اور عروہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ ان دونوں نے شہداء احد میں حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ کو شمار کیا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10-زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابواسامہ زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی ہیں، آپ پہلے پہل اسلام لانے والے ایک جلیل القدر صحابی ہیں. ابن سعد نے کہا: آپ کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ ہیں جن کا تعلق قبیلہ طئی سے ہے. ابن عمر کہتے ہیں کہ اس آیت: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾[99] (لے پالکوں کوان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ) کے نازل ہونے سے پہلے ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے[100].

کلبی اور جمیل بن مرثد الطائی وغیرہ کہتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں زید بن حارثہ کی والدہ سعدیٰ اپنے فرزند زید کو لئے اپنی قوم کے پاس آتی ہیں، اسی وقت بنو قین بن جسر سے تعلق رکھنے والے چند گھڑ سواروں نے بنو معن کے گھروں پر حملہ کر دیا، لوٹ مار کی اور زید کو وہ اپنے ساتھ لے گئے، اس وقت آپ نوخیز لڑکے تھے، پھر انہوں نے آپ کو سوقِ عکاظ میں بیچ دیا، آپ کو حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہ کیلئے چار سو درہم کے عوض خریدا، اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت خدیجہ کی شادی ہوئی انہوں نے اس غلام کو بطور ہدیہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا... آپ کہتے ہیں: قبیلہ کلب سے تعلق رکھنے والے چند لوگ حج کے ارادے سے آئے، تب ان کی نظر زید پر پڑی، آپ نے بھی ان کو پہچانا اور انہوں نے بھی آپ کو پہچانا... اور واپس ہو کر انہوں نے آپ کے والد کو اس کی خبر دی، لہذا ان کے والد حارثہ اور ان کے بھائی کعب ان کو آزاد کروانے کیلئے مکہ آئے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ

---

(99) سورہ احزاب، آیت/5.

(100) مسند احمد، حدیث نمبر(5479)، صحیح بخاری، حدیث نمبر(4504)، صحیح مسلم: (130/7)، سنن ترمذی، حدیث نمبر(3209)، اور(3814).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریافت کیا، بتلایا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں، وہ دونوں مسجد میں داخل ہوئے اور عرض کیا: اے عبدالمطلب کے بیٹے، اے سردارِ قوم کے بیٹے، تم پاسدارانِ حرم ہو، تم قیدیوں کو آزاد کرتے ہو اور انھیں کھانا کھلاتے ہو، ہم تمہارے پاس تمہارے غلام اور ہمارے بیٹے کے سلسلے میں آئے ہیں، تم ہم پر احسان کرو اور اسے آزاد کردو ہم اس کا فدیہ بھی تمہیں ادا کریں گے، آپ نے سوال کیا: تمہارا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: زید بن حارثہ. تب آپ نے سوال کیا: اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟، اسے بلاؤ اور اسے اختیار دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر معاوضہ تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو، لیکن اگر وہ میرے ساتھ رہنا چاہے تو میں کسی صورت اس کا سودا نہیں کر سکتا، لہذا آپ ﷺ نے زید کو بلایا اور پوچھا کہ کیا تم ان کو جانتے ہو؟ آپ نے کہا: ہاں، یہ میرے والد اور چچا ہیں، تب آپ ﷺ نے کہا: تم میرے ساتھ رہے ہو اور مجھے اچھی طرح جانتے ہو، اب تمہارا اختیار ہے، چاہو تو میرے ساتھ رہو اور چاہو تو ان کے ساتھ ہو جاؤ، اس پر زید نے کہا: میں آپ کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، آپ ہی میرے والد اور چچا ہیں، یہ سنکر ان کے والد اور چچا نے کہا: اے زید کیا تم آزادی کے مقابلے اور اپنے والد، چچا اور گھر والوں کے مقابلے میں اس غلامی کو ترجیح دیتے ہو؟! اس کے جواب میں حضرت زید نے کہا: ہاں، میں آپ کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، جب اللہ کے رسول ﷺ نے یہ دیکھا تو زید کو اپنے ساتھ لیا اور کعبۃ اللہ کے پاس حطیم میں آئے اور کہا: گواہ رہو اس بات پر کہ زید میرا بیٹا ہے، وہ میرا وارث ہو گا اور میں اس کا وارث ہوں گا، یہ دیکھ کر ان کے والد اور چچا کو راحت نصیب ہوئی اور وہ واپس چلے آئے، اس وقت سے آپ کو زید بن محمد کہا جانے لگا، یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے اس کی ممانعت نازل فرمائی[101].

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ میں نے سات غزوے کیے، اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میں نے سات غزوے کیے، اللہ کے نبی ﷺ آپکو ہم پر امیر

---

[101] الطبقات الکبری، از ابن سعد: (42/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقرر کیا کرتے تھے[102]. محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے زید بن حارثہ سے کہا: (اے زید تم میرے مولا ہو، تم مجھ سے ہو اور میری جانب ہی آنے والے ہو اور میرے نزدیک لوگوں میں سب سے محبوب تم ہو)[103]. ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کی قسم، وہ (یعنی زید بن حارثہ) امارت کے حقدار تھے، اور میرے نزدیک سب سے محبوب تھے)[104]. ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کیلئے وظیفہ مقرر کیا تو مجھ سے زیادہ وظیفہ آپ نے اسامہ کیلئے مقرر کیا، اس پر جب میں نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اسامہ تم سے زیادہ اللہ کے نبی ﷺ کے محبوب تھے، اور ان کے والد بھی تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے[105].

---

[102] امام بخاری نے اپنی کتاب (صحیح بخاری، حدیث نمبر: 4272) میں سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ سات غزوے کئے، اور ابن حارثہ کی قیادت میں بھی میں نے غزوے کئے. حافظ ابن حجر نے مذکورہ بالا متن میں وارد اس روایت کی نسبت صحیح بخاری کی جانب کی ہے، لیکن جب آپ نے فتح الباری: (498/7) میں بخاری کی روایت پر تفصیلی بحث کی تو لکھا: (صحیح بخاری میں اسی طرح مبہم روایت آئی ہے (یعنی زید بن حارثہ کی قیادت میں کئے غزوات کی تعداد کا ذکر نہیں ہے)، یہی روایت ابو مسلم الکجی نے ابو عاصم کے حوالے سے اس طرح ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے زید بن حارثہ کی قیادت میں سات غزوے کئے، ابو مسلم کے حوالے سے طبرانی نے یہی الفاظ اپنی المعجم الکبیر، اور ابو عاصم کے حوالے سے ابو نعیم نے اپنی کتاب المستخرج میں ذکر کئے ہیں، مغازی اور سیرت کی کتابوں میں جب میں نے زید بن حارثہ کی قیادت میں روانہ ہونے والے فوجی دستوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد سات تھی جیسا کہ سلمہ بن اکوع نے بیان کیا ہے).

[103] الطبقات الکبریٰ، از: ابن سعد: (44/3)، ابن حجر نے اپنی کتاب: الاصابہ: (601/2) میں لکھا ہے کہ ابن سعد نے اس روایت کو حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

[104] صحیح بخاری، حدیث نمبر (3524)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2426).

[105] سنن ترمذی، حدیث نمبر (3813)، اس حدیث کی روایت کے بعد ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے. حدیث کے الفاظ یہ ہیں: (زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ: عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سن 8 ہجری اللہ کے نبی ﷺ کے زمانے میں پچپن برس کی عمر میں جنگ مؤتہ میں آپ شہید ہو گئے[106].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت ابو قتادہ، حضرت ابن عباس اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہم کی مرفوع روایت اور محمد بن عمر بن علی کی مرسل روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت ابو قتادہ سے مروی روایت کے ذکر کرنے پر اکتفا کروں گا.

عبداللہ بن رباح سے مروی ہے کہ ہم سے اللہ کے رسول ﷺ کے شہسوار ابو قتادہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ نے امراء کا ایک لشکر روانہ کیا، اور کہا: زید بن حارثہ کی اطاعت کو لازم پکڑو، اور اگر زید شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ جعفر امیرِ لشکر ہوں گے، اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ انصاری ان کے بدلے امیرِ لشکر ہوں گے، اس پر حضرت جعفر نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ آپ زید کو مجھ پر امیر بنائیں گے، اس پر آپ نے کہا: روانہ ہو جاؤ، تمہیں نہیں پتہ کہ بھلائی کس میں ہے، صحابی کہتے ہیں کہ یہ لشکر روانہ ہو گیا، اس لشکر کو روانہ ہوئے کچھ دن ہوئے تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا، پھر ان سے کہا: جنگ کیلئے روانہ ہونے والے لشکر کے متعلق یہ خبر مجھے پہونچی ہے کہ دشمن سے ان کا مقابلہ ہوا اور زید شہید ہو گئے، ان کیلئے مغفرت کی دعا کرو، لوگوں نے ان کیلئے مغفرت کی دعا کی، ان کے بعد جعفر بن ابو طالب نے پرچم تھاما اور خوب جم کر مقابلہ کیا، اور وہ بھی شہید ہو گئے، میں ان کے شہید ہونے پر گواہ ہوں، تم ان کیلئے

بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے بیت المال سے ساڑھے تین ہزار کا، وظیفہ مقرر کیا، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے تین ہزار کا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پر ترجیح دی؟ اللہ کی قسم! وہ مجھ سے کسی غزوہ میں آگے نہیں رہے، تو انہوں نے کہا: اس لیے کہ زید رسول اللہ ﷺ کو تمہارے باپ سے اور اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی۔)

[106] الاصابہ: (598/2).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی مغفرت کی دعا کرو، لوگوں نے ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا کی، ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے پرچم تھاما اور وہ بھی شہید ہو گئے، ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرو، ان کے بعد خالد بن ولید نے پرچم تھاما، وہ امیرِ لشکر مقرر نہیں کئے گئے تھے لیکن انہوں نے خود ہی آگے بڑھ کر قیادت سنبھالی، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی انگلی اٹھائی اور فرمایا: (اے اللہ وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، اس کی مدد فرما)، اسی دن سے خالد بن ولید کو سیف اللہ کے لقب سے جانا جاتا ہے[107].

---

[107] مسند احمد، حدیث نمبر (22604)، (22619)، السنن الکبری، حدیث نمبر (8249)، مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر (36966)، دارمی، حدیث نمبر (2448)، ابن حبان، حدیث نمبر (7048).

ہیثمی نے اپنی کتاب المجمع: (150/6) میں اس روایت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ خالد بن سمیر کے علاوہ اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں، اور خالد بن سمیر بھی ثقہ راوی ہیں.

خالد بن سمیر کو نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے. دیکھیں: الکاشف: (1328)، الثقات لابن حبان: (129/8).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

11-سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

آپ قبیلہ اوس کے سردار ابو عمرو سعد بن معاذ بن نعمان انصاری اشہلی ہیں، آپ کی والدہ کبشہ بنت رافع ہیں جو کہ صحابیہ ہیں.

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے قبل مسلمانوں کو تعلیم دینے کیلئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ روانہ کیا تھا ان ہی کے ہاتھ پر آپ نے اسلام قبول کیا،اور آپ نے مسلمان ہونے کے بعد بنو عبدالاشہل سے کہا: جب تک تم سب مسلمان نہیں ہوجاتے اس وقت تک تمہارا کوئی فرد مجھ سے بات نہ کرے، لہذا سب مسلمان ہوگئے[108]. آپ کا اسلام قبول کرنا دوسروں کے حق میں بھی خیر وبرکت کا ذریعہ بنا، غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق میں آپ شریک تھے[109].

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ کے بارے میں فیصلہ کیلئے سعد بن معاذ کو بلا بھیجا تو آپ گدھے پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور جب آپ قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے کہا: «قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُم» (اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ، یعنی ان کا استقبال کرو اور سواری سے اتارو)، یا آپ نے یہ فرمایا: (تم میں سے بہتر شخص نے ان کے حق میں فیصلہ کیا ہے)، آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا: (میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں جتنے آدمی لڑنے والے ہیں

---

[108] سیرت ابن ہشام: (435/1).

[109] اسد الغابۃ: (422/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو قتل کر دیا جائے، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے)، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: (تم نے اللہ تعالی کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے)[110].

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ احزاب میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا، کفار نے ان کی رگ اکحل یا رگ ابجل (بازو کی ایک رگ) کاٹ دی، رسول اللہ ﷺ نے اسے آگ سے داغا تو ان کا ہاتھ سوج گیا، لہٰذا آپ نے اسے چھوڑ دیا، پھر خون بہنے لگا، چنانچہ آپ نے دوبارہ داغا پھر ان کا ہاتھ سوج گیا، جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے دعا کی: اے اللہ! میری جان اس وقت تک نہ نکالنا جب تک بنو قریظہ (کی ہلاکت اور ذلت سے) میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو جائے، پس ان کی رگ رک گئی اور خون کا ایک قطرہ بھی اس سے نہ ٹپکا، یہاں تک کہ بنو قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر (قلعہ سے) نیچے اترے، رسول اللہ ﷺ نے سعد کو بلایا انہوں نے آکر فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں کو زندہ رکھا جائے جن سے مسلمان خدمت لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے ان کے بارے میں اللہ کے فیصلہ کے موافق فیصلہ کیا ہے، ان کی تعداد چار سو تھی، جب آپ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو سعد کی رگ کھل گئی اور وہ انتقال کر گئے"[111].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بنو عبدالاشہل میں تین لوگ تھے جو اللہ کے نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل تھے، اور وہ ہیں: سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، اور عباد بن بشر[112].

---

(110) صحیح بخاری، حدیث نمبر (2907)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (1768).

(111) سنن ترمذی، حدیث نمبر (1582)، امام ترمذی نے ک\ہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے. السنن الکبریٰ، حدیث نمبر (8679).

(112) مستدرک حاکم: (254/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (سعد بن معاذ کی موت پر عرش جنبش میں آیا). ایک روایت میں ہے کہ رحمن کا عرش جنبش میں آیا(113). حافظ ابن حجر کہتے ہیں: یہ روایت متعدد طرق سے تواتر کے ساتھ کئی صحابہ کرام سے منقول ہے.

اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بطور ہدیہ ایک ریشمی کپڑا آیا تو آپ نے فرمایا: «لمنديلٌ مِن مناديلِ سعدِ بن معاذ في الجنةِ خيرٌ مِنْهَا» (جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں)(114). ایک انصاری نے کہا: ہم نے ابو عمرو سعد بن معاذ کے علاوہ کسی کی موت پر عرش کے جنبش میں آنے کی بات نہیں سنی ہے(115).

آپ کے حق میں جنت کی بشارت رسول اللہ ﷺ کے اس کلام سے واضح ہے کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس ریشمی کپڑے سے اچھے ہیں، اسی طرح بخاری اور مسلم کی وہ حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے جس کا ذکر ابھی اوپر گزر چکا ہے.

---

(113) صحیح بخاری، حدیث نمبر(3592)، صحیح مسلم، حدیث نمبر(2461).

(114) صحیح بخاری، حدیث نمبر(5492)، حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو ریشم کا ایک کپڑا ہدیہ میں پیش ہوا تو ہم اسے چھونے لگے اور اس کی (نرمی و ملائمت پر) حیرت زدہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس پر حیرت ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی اچھے ہیں.

امام مسلم نے بھی بروایت انس یہ حدیث روایت کی ہے، حدیث نمبر(2469).

(115) دیکھیں: الاستیعاب: (181/1)، اسد الغابۃ: (442/1)، الاصابہ: (84/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

12-سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ ابو عبداللہ سلمان بن الاسلام الفارسی ہیں، فارس سے تعلق رکھنے والوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے آپ ہیں، آپ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار کی، آپ کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور آپ سے احادیث روایت کیں، آپ کو سلمانِ خیر بھی کہا جاتا ہے، آپ کا اصل مقام یا تو اصبھان ہے یا رامہرمز، آپ کی سب سے پہلی جنگ جس میں آپ شریک رہے وہ غزوۂ خندق ہے.

آپ بڑے عبادت گزار، عقلمند اور نہایت ہی زیرک انسان تھے، آپ کے اسلام لانے کا واقعہ بڑا ہی طویل ہے، جن میں بعض واقعات درست بھی نہیں ہیں، مسند بقی بن مخلد میں صحیح روایت سے جو تفصیل ثابت ہے وہ یہ ہے: ابو الطفیل کہتے ہیں کہ سلمان فارسی نے بیان کیا: میں طلبِ علم کی خاطر ملک شام روانہ ہوا، جہاں لوگوں نے مجھ سے کہا کہ سرزمینِ تہامہ میں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے، لہذا میں مدینہ چلا آیا، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجور بھیجے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: یہ تحفہ ہے یا ہدیہ؟، میں نے کہا: صدقہ ہے، یہ سن کر آپ نے اپنے ہاتھ روک لئے اور صحابہ کرام سے کہا کہ تم کھاؤ، پھر دوبارہ میں نے آپ کی خدمت میں کھجور بھیجے، اس پر بھی آپ نے یہی دریافت کیا، میں نے کہا: یہ تحفہ ہے، لہذا آپ نے بھی اس سے کھایا اور صحابہ کرام نے بھی کھایا، پھر میں آپ کے سرہانے کھڑا ہوا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے، اور آپ نے اپنی پیٹھ سے چادر ہٹالی، آپ کی پشت پر مہرِ نبوت عیاں تھی، میں آپ سے چمٹ گیا اور شہادتین کا اقرار کرتے ہوئے مسلمان ہو گیا[116]. ذہبی کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند قابل قبول ہے.

[116] سیر اعلام النبلاء:(538/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نووی کہتے ہیں[117]: آپ کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ اپنے مجوسی باپ کے پاس سے بھاگ کر ایک راہب سے جا ملے، پھر یکے بعد دیگرے کئی راہبوں کی خدمت میں رہے، یہاں تک کہ ایک راہب نے ان کو حجاز جانے کا مشورہ دیا، اور کہا کہ وہاں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے، لہذا سلمان فارسی کچھ عربوں کے ساتھ ہو لئے لیکن ان عربوں نے آپ کو دھوکا دیا اور وادی قریٰ میں ایک یہودی کے ہاتھوں آپ کو بیچ دیا، جس یہودی کے پاس سے بنو قریظہ کے ایک یہودی نے آپ کو خریدا اور آپ کو وہ اپنے ساتھ مدینہ لے آیا، جہاں ایک مدت تک آپ رہے، پھر جب اللہ کے نبی ﷺ مدینہ آئے تو سلمان فارسی کچھ صدقہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ ﷺ نے اس سے نہیں کھایا، پھر ایک مدت کے بعد آپ کی خدمت میں ہدیہ لئے ہوئے حاضر ہوئے، جس سے آپ نے کھایا، اور آپ نے مہرِ نبوت کا مشاہدہ بھی کیا، سچے نبی کی یہی وہ تین علامتیں تھیں جس کی خبر ان کو راہب نے دی تھی. سلمان فارسی کہتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے مہرِ نبوت دیکھی میں نے اسے بوسہ دیا اور خوب رویا، لہذا آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بیٹھایا اور مجھے پوری تفصیل سنائی، میں اپنی غلامی کی وجہ سے جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک نہیں ہو سکا تھا، اس پر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: (اے سلمان، تم اپنی آزادی کیلئے اپنے آقا کے ساتھ مکاتبت کر لو)، لہذا میں نے اپنے آقا سے اصرار کرتے ہوئے اس عہد پر مکاتبہ کیا کہ میں چالیس اوقیہ سونا ادا کروں گا اور اس کیلئے تین سو کھجور کے درخت لگاؤں گا، اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کرام سے کہا: (کھجور کے درخت لگانے میں اپنے بھائی سلمان کی مدد کرو)، لوگوں نے میری مدد کی اور مطلوبہ درخت جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ ان درختوں کو قریب کر و لیکن لگانا نہیں، میں خود انھیں اپنے ہاتھوں سے لگاؤں گا، آپ کے ساتھیوں نے میرا ساتھ دیا اور ہم سب ملکر درختوں کو ایک ساتھ کئے، اس کے بعد میں آپ کے پاس ایک ایک درخت لاتا گیا اور آپ انھیں اپنے پیارے ہاتھوں سے زمین میں بوتے گئے، اس رب کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا ان میں سے ایک درخت بھی نہیں سوکھا، درخت لگانے کی شرط تو پوری

---

[117] تہذیب الاسماء: (318/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی تھی، لیکن سونا ادا کرنا باقی تھا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک صحابی کو سونے کی کسی کان سے ایک انڈے کے مثل سونا ملا، جسے انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا، اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: مسکین سلمان فارسی کو بلاؤ جس نے مکاتبت کی ہے، پھر آپ نے وہ سونا مجھے دیتے ہوئے عرض کیا: جاؤ اسے ادا کر دو[118].

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ سلمان فارسی نے کہا: جب رات ہوتی ہے اس وقت لوگوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں، ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو فائدے میں ہیں نقصان میں نہیں، دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو نقصان میں ہیں فائدے میں نہیں، اور تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو نہ ہی فائدے میں ہیں اور نہ ہی نقصان میں !، میں نے سوال کیا وہ کیسے ؟ آپ نے اس کی تفصیل یہ بیان کی: فائدہ اٹھانے والے لوگ وہ ہیں جو رات کی تاریکی اور لوگوں کی غفلت کو غنیمت جانتے ہوئے اٹھتے ہیں، وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، اور نقصان میں رہنے والے لوگ وہ ہیں جو رات کی تاریکی اور لوگوں کی غفلت کو غنیمت جانتے ہوئے رب کی نافرمانی میں لگ جاتے ہیں، مگر وہ لوگ جو صبح تک سوتے رہتے ہیں وہ نہ ہی فائدہ میں ہیں اور نہ ہی نقصان میں، طارق کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ صبح سویرے لوگوں کو میں اس بات کی خبر دوں گا، لیکن جہاد میں نکلنے کا حکم ہوا اور آپ بھی لوگوں کے ساتھ جہاد کیلئے روانہ ہوگئے، میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا، میں بڑھ چڑھ کر آپ کی کوئی خدمت نہیں کرتا تھا بلکہ اگر میں آٹا گوندھتا تو آپ روٹی بیلتے، اور اگر میں روٹی بیلتا تو آپ پکا دیتے، ہم رات گزارنے کیلئے ایک جگہ اترے، طارق بن شہاب کی عادت تھی کہ وہ رات کا ایک پہر جاگتے اور نماز پڑھا کرتے، وہ کہتے ہیں کہ میں کئی بار بیدار ہوا مگر دیکھا کہ آپ لگاتار سو رہے ہیں لہذا میں بھی سو گیا، پھر میں نے سوچا کہ آپ تو صحابی رسول ہیں، اگر آپ سوتے بھی رہیں تب بھی آپ مجھ سے افضل ہیں، ہاں جب کچھ رات گزر گئی تو آپ نے لیٹے لیٹے یہ کلمات کہے: (سبحان الله، والحمد لله، ولا

[118] دیکھیں: سیر اعلام النبلاء: (512/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إله إلا الله، والله أكبر، لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير)، پھر فجر سے کچھ قبل آپ بیدار ہوئے، وضو کیا اور چار رکعت نماز ادا کی، اس کے بعد فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد میں نے آپ سے کہا: اے ابو عبداللہ! میں رات کا ایک پہر جاگ کر نماز ادا کرتا رہا، لیکن آپ کو دیکھتا کہ آپ سو رہے ہیں، اس پر آپ نے مجھ سے عرض کیا: اے بھتیجے! کیا تم نے سنا ہے کہ میں کچھ کلمات کہہ رہا تھا؟ اس کے جواب میں آپ کی زبانی سنے ہوئے کلمات میں نے دہرائے، آپ نے کہا: یہ دعا ہے، بے شک پنج وقتہ نماز کی پابندی گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اے میرے بھتیجے! تم اعتدال کی راہ اختیار کرو کیونکہ یہی افضل طریقہ ہے[119].

ابووائل سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی حضرت سلمان کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے کہا: اگر اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں تکلف سے نہ روکا ہوتا تو میں تمہارے کھانے کا بہترین انتظام کرتا، پھر آپ ہمارے لئے کچھ روٹی اور نمک لے آئے، جس پر میرے ساتھی نے کہا: اگر ہمارے اس نمک میں تھوڑا سا پہاڑی پودینہ بھی شامل ہو جاتا تو کیا ہی مزہ آتا، یہ سن کر حضرت سلمان نے اپنا ایک لوٹا رہن رکھا اور پہاڑی پودینہ ہماری خدمت میں پیش کیا، جب ہم کھا چکے تو ساتھی نے کہا: (تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں عطا کردہ رزق پر قناعت کی توفیق دی)، اس پر حضرت سلمان نے کہا: اگر تم قناعت سے کام لئے ہوتے تو میرا لوٹا رہن نہیں رکھا جاتا[120].

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زوجہ بُقیرہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا آپ نے مجھے بلایا جبکہ آپ اپنے اس بالاخانے میں تھے جس کے چار دروازے تھے، پھر آپ نے مجھ سے کہا: ان

---

[119] عبدالرزاق نے اپنی مسند: (48/1) میں اس روایت کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، شعب الایمان، از: بیہقی: (175/3)، اوپر ذکر کردہ روایت سیر اعلام النبلاء: (550/1) سے ماخوذ ہے۔

[120] المعجم الکبیر، از: طبرانی: (235/6).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازوں کو کھول دو، کیونکہ آج میرے پاس کچھ مہمان آنے والے ہیں اور پتہ نہیں ہے کہ وہ کس دروازے سے میرے پاس آئیں گے، اس کے بعد آپ نے تھوڑا سا مشک منگوایا اور کہا کہ اسے ایک برتن میں گھولو اور میرے بستر کے اطراف ڈالدو، جب میں ان کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کی روح قفص عنصری سے پرواز کر چکی ہے اور ایسا لگ رہا ہے جیسے آپ بستر پر سوئے ہوئے ہیں[121].

عباس بن یزید بحرانی کہتے ہیں: اہل علم فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سو برس زندہ رہے، البتہ اس بات میں شک نہیں کہ آپ نے ڈھائی سو سالہ زندگی پائی.

مؤرخِ اسلام حافظ ذہبی لکھتے ہیں: میں نے آپ کے عمر کے متعلق بہت تحقیق کی لیکن اس سلسلے میں بحرانی کے علاوہ کسی کا قول مجھے نہیں ملا، مگر بحرانی کا یہ قول منقطع بلا سند ہے، اور آپ کے مکمل حالات زندگی اور غزوات کا جائزہ لینے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ آپ بہت بوڑھے یا عمر رسیدہ نہیں تھے، بلکہ آپ نے اپنے ملک کو جوانی میں خیر باد کہا تھا، اور ممکن ہے کہ چالیس برس یا اس سے کم عمر ہی میں آپ نے حجاز کیلئے رخت سفر باندھا ہو، جہاں آپ کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث کئے جانے کی خبر ملی پھر آپ نے ہجرت کیا، اس لحاظ سے ممکن ہے کہ آپ نے لگ بھگ ستر برس کی عمر پائی، اور میرے خیال سے آپ سو برس بھی نہیں پہونچے، جس کسی کے پاس اس سلسلے میں کوئی یقینی خبر ہو وہ ہمیں مطلع کرے[122].

ابن جوزی وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے کافی لمبی عمر پائی ہے. لیکن مجھے اس سلسلے میں کوئی ایسی روایت نہیں ملی جس پر اعتماد کیا جا سکے.

---

[121] الحلیہ، از: ابونعیم: (208/1).

[122] سیر اعلام النبلاء: (556/1).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب (العلل) میں جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے وہ ثابت البنانی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت سلمان بیمار ہوئے تو کوفہ سے ان کی عیادت کیلئے حضرت سعد روانہ ہوئے، اور جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ مرض الموت میں مبتلا ہیں اور زار و قطار رو رہے ہیں، آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے پھر کہا: اے میرے بھتیجے تم کیوں رو رہے ہو؟ کیا اللہ کے نبی ﷺ کی صحبت تمہیں یاد نہیں؟ کیا مبارک غزوات تم بھول گئے؟، اس پر آپ نے عرض کیا: ان دونوں میں سے کسی چیز پر میں نہیں رو رہا ہوں، نہ ہی دنیا کی محبت مجھے رلا رہی ہے اور نہ ہی رب کی ملاقات سے نفرت، تب حضرت سعد نے دریافت کیا: پھر اسی برس کی عمر پانے کے بعد کس چیز کا رونا ہے؟ آپ نے جواب دیا: مجھے یہ بات رلا رہی ہے کہ میرے ساتھی (محمد ﷺ) نے مجھ سے یہ کہا تھا: (ایک مسافر کے نزدیک توشے کی جو حیثیت ہوتی ہے اتنی ہی وقعت دنیا کی تمہارے پاس رہے)، لیکن ہمیں یہ خوف ہے کہ ہم نے اس حد کو پار کر لیا ہے[123]. اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً اسی برس کی عمر پائی ہے، آپ کا انتقال 34ھ میں ہوا.

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت حسین بن علی، حضرت انس بن مالک، حضرت حذیفہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت علی بن ابو طالب اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہم کی حدیث سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے ذکر پر اکتفا کروں گا:

[123] العلل: (191/5) روایت نمبر (1912).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو ربیعہ ایادی بصری نے حسن بصری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: الجنة تشتاق إلى ثلاثة: علي وعمار وسلمان. (جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے، اور وہ ہیں: علی، عمار اور سلمان)[124].

[124] سنن ترمذی، حدیث نمبر (3797)، ابو یعلی: (164/5)، المعجم الکبیر، از: طبرانی: (215/6)، مستدرک حاکم: (148/3)، المجالسۃ، از: دینوری: (133/2)، العلل المتناہیۃ: (248/1) بروایت حسن بن صالح عن ابی ربیعہ الایادی.

امام ترمذی لکھتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہمیں یہ روایت صرف حسن بن صالح کی طریق ہی سے ملتی ہے.

ابو ربیعہ ایادی یہ عمر بن ربیعہ ہیں جنہیں ابو حاتم نے منکر الحدیث قرار دیا ہے. (الجرح والتعدیل: 109/6)، پھر ابن ابی حاتم نے ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے عمر بن ربیعہ کو ثقہ قرار دیا ہے، جیسا کہ تاریخ یحیی بن معین (روایت نمبر: 948) میں دارمی سے روایت ہے کہ آپ نے کہا: میں نے آپ سے شریک سے روایت کرنے والے ابو ربیعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: وہ ثقہ کوفی ہیں.

ذہبی نے اپنی کتاب (المغنی فی الضعفاء: 41/2) میں آپ کا ذکر کیا ہے، اور آپ کے متعلق ابو حاتم کا قول نقل کیا ہے. مگر حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کو مقبول قرار دیا ہے. (التقریب: 8093).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

13-عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

آپ ابو محمد عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ انصاری ہیں، آپ کا تعلق خزرج سے ہے، آپ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں، آپ کی بہن عمرہ بنت رواحہ ہیں، آپ کی کوئی اولاد نہیں، آپ کا شمار سابقین اولین صحابہ کرام میں ہوتا ہے، اور آپ کا شمار اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعراء میں ہوتا ہے.

جاہلیت کے زمانے میں بھی آپ اشعار لکھا کرتے تھے، بیعت عقبہ میں حاضر ہونے والے ستر انصاریوں اور بارہ نقیبوں میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے، جنگ بدر، جنگ احد، خندق اور حدیبیہ میں آپ شریک تھے، عمرۃ القضاء کے وقت بھی آپ موجود تھے، اور جس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہو رہے تھے اس وقت آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل یا رکاب تھامے ہوئے تھے، اور یہ کہہ رہے تھے: (اے کافرو! آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ)[125]. جنگ مؤتہ میں شہید ہونے والے امراء جیش میں سے آپ بھی ایک امیر تھے، آپ نے روم سے مقابلے کیلئے مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی اور اپنے دو ساتھیوں کی شہادت کے بعد شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلامی پرچم اپنے ہاتھوں میں تھاما، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے شہید ہونے کی گواہی دی، لہذا آپ کو یقینی طور پر جنت کی خوشخبری پانے والا شمار کیا جائے گا، جنگ مؤتہ کیلئے روانگی سے قبل جب آپ نے کچھ اشعار کہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں ثابت قدمی کی دعا فرمائی. ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کو ثابت قدمی نصیب فرمائی کہ

[125] سنن ترمذی، حدیث نمبر (2847)، سنن نسائی، حدیث نمبر (2873).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور جنت میں داخل ہو گئے[126]۔ ایک غزوہ کے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا[127]۔

جمادی الاولی سن 8ھ جنگ موتہ کے موقع پر آپ شہید ہوئے، جس جنگ میں لشکر کے آپ تیسرے امیر تھے، آپ کا شمار مشہور شعراء کرام صحابہ میں ہوتا ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں آپ کے بعض نعتیہ اشعار نقل کئے ہیں، مثلا:

وَفِينَا رَسُولُ اللهِ يَتْلُو كِتَابَهُ ... إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الفَجْرِ سَاطِعُ

أَرَانَا الهُدَى بَعْدَ العَمَى فَقُلُوبُنَا ... بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ ... إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ المَضَاجِعُ

(ہم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، جو اس کی کتاب اس وقت ہمیں سناتے ہیں جب فجر طلوع ہوتی ہے۔ ہم تو اندھے تھے آپ ﷺ نے ہمیں گمراہی سے نکال کر صحیح راستہ دکھایا۔ ان کی باتیں اسی قدر یقینی ہیں جو ہمارے دلوں کے اندر جا کر بیٹھ جاتی ہیں اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ضرور واقع ہو گا۔ آپ ﷺ رات بستر سے اپنے کو الگ کر کے گزارتے ہیں جبکہ مشرکوں سے ان کے بستر بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں)[128]۔

---

[126] تہذیب الآثار، از: ابن جریر طبری: (461/2)، المعجم الکبیر: (204 قطعہ من المفقود)، ہیثمی نے المجمع: (42/8) میں یہ لکھا ہے: (طبرانی نے اسے روایت کیا ہے، اور اس کے رجال ثقہ ہیں، البتہ مدرک بن عمارہ کی ابن رواحہ سے ملاقات نہیں ہوئی)۔

[127] دیکھیں: سبل الہدی والرشاد: (337/4)۔

[128] صحیح بخاری، حدیث نمبر (1155)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عبدالبر نے کہا: آپ کے اور آپ کے دونوں ساتھی: حسان بن ثابت اور کعب بن مالک کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا﴾[129] (سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا)[130].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت والی حدیث کا تذکرہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیان میں گزر چکا ہے.

---

[129] سورۃ الشعراء، آیت/227. اس آیت کے سبب نزول کیلئے دیکھیں: تفسیر طبری: (240/19).

[130] دیکھیں: الاستیعاب: (271/1)، سیرت ابن کثیر: (486/3)، الاصابہ: (83/4)، الأعلام للزرکلی: (86/4).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14-عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

آپ ابویوسف عبداللہ بن سلام الاسرائیلی ہیں، آپ بنو خزرج کے حلیف تھے، کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام حصین تھا، جسے بدل کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ رکھا.

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں داخل ہو رہے تھے اس وقت لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کو دیکھنے کیلئے روانہ ہوا، اور جب میں نے آپ کے چہرے کو بغور دیکھا تو مجھے یہ یقین ہو گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا، اور سب سے پہلا کلام جو میں نے آپ سے سنا وہ یہ تھا: (لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو، تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے)[131].

ابن عبدالبر کہتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کیلئے جنت کی گواہی دی ہے[132].

سنن ترمذی میں مروی ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کہتے ہیں کہ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جان سے مار ڈالنے کا ارادہ کر لیا گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم کس مقصد سے یہاں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: میں آپ کی مدد میں (آپ کو بچانے کے لیے) آیا

---

[131] مسند احمد: (451/5)، مصنف ابن ابی شیبہ: (257/7)، مسند عبد بن حمید: (496)، سنن دارمی: (1460)، سنن ترمذی، حدیث نمبر(2485)، ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے. سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر(1334)، ابن سعد: (235/1)، مستدرک حاکم: (14/3)، اور اسے صحیحین کی شرط پر صحیح قرار دیا، الاحادیث المختارہ، از: ضیاء الدین مقدسی: (433/9)، حدیث نمبر(404).

[132] الاستیعاب: (280/1).

www.KitaboSunnat.com

ہوں، انھوں نے کہا: تم لوگوں کے پاس جاؤ اور انہیں مجھ سے دور ہٹا دو، تمہارا میرے پاس رہنے سے باہر رہنا زیادہ بہتر ہے، چنانچہ عبداللہ بن سلام لوگوں کے پاس آئے اور انہیں مخاطب کر کے کہا: لوگو! میرا نام جاہلیت میں فلاں تھا (یعنی حصین) پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا، میرے بارے میں کتاب اللہ کی کئی آیات نازل ہوئیں، میرے بارے میں آیت: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [133] ''بنی اسرائیل میں سے گواہی دینے والے نے اس کے مثل گواہی دی (یعنی اس بات پر گواہی دی کہ قرآن اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے) اور ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا، اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا''، اور میرے ہی حق میں: ﴿قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ [134] ''اے نبی کہہ دو! اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور وہ بھی گواہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے (اس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں کہ حق کیا ہے اور کس کے پاس ہے)'' آیت اتری ہے، بیشک اللہ کے پاس ایسی تلوار ہے جو تمہیں نظر نہیں آتی، بیشک تمہارے اس شہر میں جس میں تمہارے نبی بھیجے گئے، فرشتے تمہارے پڑوسی ہیں، تو ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے اس شخص (عثمان) کے قتل کر دینے سے، قسم ہے اللہ کی اگر تم لوگوں نے انہیں قتل کر ڈالا تو تم اپنے پڑوسی فرشتوں کو اپنے سے دور کر دو گے (بھگا دو گے) اور اللہ کی وہ تلوار جو تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے تمہارے خلاف سونت دی جائے گی، پھر وہ قیامت تک میان میں ڈالی نہ جا سکے گی، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے (عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی بات سن کر) کہا: اس یہودی کو قتل کر دو، اور عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی مار ڈالو قتل کر دو[135].

---

[133] سورہ احقاف، آیت/10.

[134] سورۃ رعد، آیت/43.

[135] سنن ترمذی، حدیث نمبر(3256).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سن 43ھ مدینہ میں آپ کا انتقال ہوا، آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کی روایت سے مروی ہے، میں یہاں صرف حضرت سعد سے مروی روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: " مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، إِلَّا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلاَمٍ " قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ }وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ{ [الأحقاف: 10] الآيَةَ، قَالَ: «لاَ أَدْرِي قَالَ مَالِكٌ الآيَةَ أَوْ فِي الحَدِيثِ»

(عامر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے وہ ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا زمین پر چلنے والے اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں، بیان کیا کہ آیت «وشهد شاهد من بني إسرائيل» (سورۃ الاحقاف: 10) انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ نہیں معلوم آیت کے نزول کے متعلق یہ مالک کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح آیا ہے)[136].

---

(136) صحیح بخاری، حدیث نمبر (3812)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2483)، سنن کبری از نسائی، حدیث نمبر (8252).

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: 126/11) میں ذکر کیا ہے کہ دار قطنی کی روایت میں صراحت کے ساتھ یہ آیا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں آیت کے نزول کے متعلق جو کلام آیا ہے وہ امام مالک کا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15-عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

آپ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری سلمی ہیں، آپ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک رہے، اور غزوۂ احد میں شہید ہوتے ہوئے اپنے ساتھی عمرو بن جموح کے ساتھ دفن کئے گئے، اللہ تبارک وتعالی نے آپ کی روح سے آمنے سامنے کلام کیا، آپ کے جسم کو فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ میں لیا، مشرکین سے قتال میں آپ نے نہایت ہی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اللہ کی راہ میں خوشی خوشی جامِ شہادت نوش فرمایا، شہادت کے وقت آپ کی نو لڑکیاں تھیں[137].

محمد بن منکدر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: (جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا، ان کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا گیا تھا میں ان کے چہرے پر پڑا ہو کپڑا کھولتا اور روتا تھا، دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں کہہ رہے تھے، آخر میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ روؤ یا چپ رہو، جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملائکہ تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں)[138].

جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جنگ احد کا وقت قریب آگیا تو مجھے میرے باپ عبداللہ نے رات کو بلا کر کہا کہ مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سب سے پہلا مقتول میں ہی

[137] معرفۃ الصحابہ، از: ابو نعیم: (1715/3).

[138] مسند احمد: (298/3)، صحیح بخاری، حدیث نمبر (1244) اور (4080)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2471)، سنن نسائی: (13/4)، سیرت ابن ہشام: (48/4)، ابن ابی شیبہ: (367/7).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گا اور دیکھو نبی کریم ﷺ کے سوا دوسرا کوئی مجھے (اپنے عزیزوں اور وارثوں میں) تم سے زیادہ عزیز نہیں ہے، میں مقروض ہوں اس لیے تم میرا قرض ادا کر دینا اور اپنی (نو) بہنوں سے اچھا سلوک کرنا. چنانچہ جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے والد ہی شہید ہوئے، قبر میں آپ کے ساتھ میں نے ایک دوسرے شخص کو بھی دفن کیا تھا، پر میرا دل نہیں مانا کہ انہیں دوسرے صاحب کے ساتھ یوں ہی قبر میں رہنے دوں، چنانچہ چھ مہینے کے بعد میں نے ان کی لاش کو قبر سے نکالا، دیکھا تو صرف کان تھوڑا سا گلنے کے سوا باقی سارا جسم اسی طرح تھا جیسے دفن کیا گیا تھا[139].

آپ کو اور عمرو بن جموح کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: (ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو، کیونکہ یہ دونوں دنیا میں سچے اور گہرے دوست تھے)[140]. رشتے میں عمرو بن جموح آپ کے سالے (نسبتی برادر/آپ کی بہن ہند بنت عمرو بن حرام کے شوہر) تھے.

جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبداللہ بن عمرو بن حرام، جنگ احد میں) شہید ہو گئے تھے، اور وہ مقروض تھے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے، ادھر میرے پاس سوا اس پیداوار کے جو کھجوروں سے ہو گی اور کچھ نہیں ہے اور اس کی پیداوار سے تو برسوں میں قرض ادا نہیں ہو سکتا، اس لیے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیے تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر زیادہ منہ نہ پھاڑیں. آپ ﷺ تشریف لائے (لیکن وہ نہیں مانے) تو آپ ﷺ کھجور کے جو ڈھیر لگے ہوئے تھے پہلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور دعا کی، اسی طرح دوسرے

---

(139) صحیح بخاری، حدیث نمبر (1351).

(140) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر (11774)، اور (37912)، ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ، حدیث نمبر (3870) مرسل سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈھیر کے بھی۔ پھر آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کھجوریں نکال کر انہیں دو، چنانچہ سارا قرض ادا ہو گیا اور جتنی کھجوریں قرض میں دی تھیں اتنی ہی بچ گئیں[141].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت جابر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت جابر سے مروی حدیث کے ذکر پر اکتفا کروں گا:

عَن طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ، لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، فَقَالَ: "يَا جَابِرُ، أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ لِأَبِيكَ؟ "، وَقَالَ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ: فَقَالَ: يَا جَابِرُ، مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟ " قال: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتُشْهِدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا، قَالَ: "أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللهُ بِهِ أَبَاكَ؟ " قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: "مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا، فَقَالَ: يَا عَبْدِي، تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ، تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً. فَقَالَ الرَّبُّ سُبْحَانَهُ: إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يَرْجِعُونَ. قَالَ: يَا رَبِّ، فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي. قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: }وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ{ [آل عمران: 169].

(طلحہ بن خراش کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب عبداللہ بن عمرو بن حرام غزوہ احد کے دن قتل کر دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا: "جابر! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے کیا کہا ہے؟"، (اور یحییٰ بن حبیب راوی نے اپنی حدیث میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جابر! میں تمہیں کیوں شکستہ دل دیکھتا ہوں؟")،

---

[141] صحیح بخاری، حدیث نمبر (3580).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے رسول! میرے والد اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے، اور اہل و عیال اور قرض چھوڑ گئے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس چیز کی بشارت نہ دوں جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے ملاقات کے وقت کہا؟''، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں ضرور بتائیے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی سے بغیر حجاب کے کلام نہیں کیا، لیکن تمہارے والد سے بغیر حجاب کے کلام کیا، اور فرمایا: میرے بندے! مجھ سے آرزو کر میں تجھے عطا کروں گا، اس پر انہوں نے کہا: میرے رب! میری آرزو یہ ہے کہ تو مجھے زندہ کر دے، اور میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: یہ بات تو پہلے ہی ہماری جانب سے لکھی جاچکی ہے کہ لوگ دنیا میں دوبارہ واپس نہیں لوٹائے جائیں گے، انہوں نے کہا: میرے رب! ان لوگوں کو جو دنیا میں ہیں میرے احوال کی خبر دیدے''، انہوں نے کہا: اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی: { وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ {''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے تم ان کو مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں'' (سورۃ آل عمران: 169))[142].

---

[142] سنن ترمذی، حدیث نمبر (3010)، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر (190)، ابن حبان: (490/15)، مستدرک حاکم، حدیث نمبر (4914)، ابو نعیم نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں اس حدیث کو موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر عن طلحہ بن خراش عن جابر بن عبداللہ کی سند سے صحیح قرار دیا ہے۔

ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے۔ ابن حبان نے موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر کا تذکرہ اپنی کتاب (الثقات: 449/7) میں کیا ہے اور آپ کے متعلق یہ لکھا ہے: آپ غلطی کیا کرتے تھے۔ ذہبی نے اپنی کتاب (الکاشف: 301/2) میں آپ کی توثیق ذکر کی ہے۔

شیخ البانی نے اپنی کتاب: (ظلال الجنۃ: 326/1) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16-عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

آپ عکاشہ بن محصن بن حُرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی ہیں، بنو عبد شمس کے آپ حلیف تھے، آپ بدری صحابی ہیں اور سابقین اولین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ مرتدین سے قتال کرتے ہوئے آپ شہید ہوگئے، نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والا طلیحہ بن خویلد آپ کو شہید کیا، اصحابِ فضل مشہور صحابہ کرام میں آپ شمار ہوتے ہیں.

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے کہا: غزوۂ بدر کے دن میری تلوار ٹوٹ گئی، تب اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا کی جو چمکدار لمبی تلوار بن گئی، جسے لے کر میں کافروں کا مقابلہ کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے مشرکین کو شکست دی، اور یہ تلوار ان ہی کے پاس رہی[143]، اور اس تلوار کو (عون) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا[144].

ابن سعد لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم (عکاشہ) کے کاف کو تشدید کے ساتھ ادا کرتے ہیں تو بعض بغیر تشدید کے، اور آپ بہت خوبصورت تھے[145].

---

(143) دلائل النبوۃ: (99/3)، اس روایت کی سند میں ایک راوی واقدی ہیں جو کہ متروک ہیں. دیکھیں: (التقریب: 6175).

(144) سیرت ابن ہشام: (637/1).

(145) مذکورہ بالا کلام ابن حجر عسقلانی کی کتاب: (الاستیعاب: 332/1) سے ماخوذ ہے، جبکہ مطبوعہ طبقات ابن سعد میں صرف اتنا ہی لکھا ہے: (اور عکاشہ ایک بہترین انسان تھے). (الطبقات الکبری: 92/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ احد، خندق اور دوسرے تمام غزوات میں شریک رہے، اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے حق میں یہ بشارت سنائی کہ آپ بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے، جس وقت آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر 44 برس تھی[146].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت ابن عباس، حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابن مسعود کی روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے ذکر پر اکتفا کروں گا.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: " عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلاَنِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي، فَقِيلَ: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَقِيلَ لِي: انْظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَقِيلَ: هَؤُلاَءِ أُمَّتُكَ، وَمَعَ هَؤُلاَءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ " فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيَّنْ لَهُمْ، فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ، وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَلَكِنْ هَؤُلاَءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «هُمُ الَّذِينَ لاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَلاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ» فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ: «سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ»

---

[146] دیکھیں: الاستیعاب: (332/1)، اسد الغابۃ: (780/1)، تہذیب الاسماء: (474/1)، الاصابہ: (533/4).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ (خواب میں) مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں. بعض نبی گزرتے اور ان کے ساتھ (ان کی اتباع کرنے والا) صرف ایک ہوتا، بعض گزرتے اور ان کے ساتھ دو ہوتے، بعض کے ساتھ پوری جماعت ہوتی اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا، پھر میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس سے آسمان کا کنارہ ڈھک گیا تھا میں سمجھا کہ یہ میری ہی امت ہو گی لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں، پھر مجھ سے کہا کہ دیکھو میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمانوں کا کنارہ ڈھانپ لیا ہے. پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو، ادھر دیکھو، میں نے دیکھا کہ بہت سی جماعتیں ہیں جو تمام افق پر محیط تھیں. کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بغیر حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے، پھر صحابہ مختلف جگہوں میں اٹھ کر چلے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ ستر ہزار کون لوگ ہوں گے، صحابہ کرام نے آپس میں اس کے متعلق مذاکرہ کیا اور کہا کہ ہماری پیدائش تو شرک میں ہوئی تھی البتہ بعد میں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے لیکن یہ ستر ہزار ہمارے بیٹے ہوں گے جو پیدائش ہی سے مسلمان ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بدفالی نہیں کرتے، نہ منتر سے جھاڑ پھونک کراتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں. یہ سن کر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا کہ ہاں۔ایک دوسرے صحابی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گئے کہ تم سے پہلے عکاشہ کے لیے جو ہونا تھا ہو چکا)[147].

[147] صحیح بخاری، حدیث نمبر(5752)، صحیح مسلم، حدیث نمبر(549)، سنن ترمذی، حدیث نمبر(2446)، سنن کبریٰ، حدیث نمبر(7604).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17-عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

آپ ابو یقظان عمار بن یاسر بن عامر بن مالک عنسی ہیں، آپ جلیل القدر مشہور بدری صحابی ہیں، آپ کا شمار سابقین اولین صحابہ کرام میں ہوتا ہے، اللہ کی راہ میں شہید ہونے والی خاتون سمیہ آپ کی والدہ ہیں، آپ کو، آپ کے والدین تمام کو سابقین اولین میں ہونے کا شرف حاصل ہے.

جس وقت آپ مسلمان ہوئے اس وقت آپ کی عمر تیس برس سے زائد تھی، مسلمان ہونے کے بعد آپ کو اللہ کی راہ میں خوب ستایا گیا، نسب کے ماہرین کا کہنا ہے کہ آپ کے والد یاسر کا تعلق عرب کے قحطان قبیلے سے تھا، مگر آپ کے بیٹے (عمار) بنو مخزوم کے غلام تھے، کیونکہ یاسر نے بنو مخزوم کی لونڈی سے شادی کی تھی، اور ان سے عمار تولد ہوئے تھے.

عمار بن یاسر اور صہیب بن سنان بیک وقت دارالارقم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے.

عمار کہتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کیلئے دارالارقم کے دروازے پر آیا تو وہاں میری ملاقات صہیب بن سنان سے ہوئی، میں نے ان سے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کیلئے اور ان کا پیغام سننے کیلئے آیا ہے، اس پر انہوں نے بھی اپنے آنے کی یہی وجہ بیان کی، لہذا ہم دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کے پیغام کو سنا اور مسلمان ہو گئے.

آپ کا رنگ گندم گوں، آپ کا قد طویل، آپ کی آنکھ سرخی مائل سیاہ اور آپ کا سینہ چوڑا تھا، آپ اپنے سفید بال رنگتے نہیں تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کے سر پر سامنے کی جانب صرف چند بال تھے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا، اور کوفہ والوں کے نام یہ پیغام بھیجا تھا: (میں نے عمار کو تم پر امیر بنا کر بھیجا ہے، اور عبداللہ بن مسعود کو وزیر بنایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں دونوں ہی بڑے برگزیدہ ہیں، تم ان کی بات سنو اور ان کی اقتداء کرو)[148].

اور جب حضرت عمر نے آپ کو معزول کیا تو فرمایا: (اللہ کی قسم! گورنر مقرر کرتے ہوئے مجھے خوشی نہیں ہوئی تھی، لیکن معزول کرتے ہوئے واقعی مجھے تکلیف ہو رہی ہے)[149].

حضرت عمار رضی اللہ عنہ ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ﴾[150] (بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو)[151].

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ نے مدینہ ہجرت کیا، اور آپ کے ساتھ جنگ بدر، جنگ احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، البتہ آپ کے حبشہ کی جانب ہجرت کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے. سن 37ھ جنگ صفین میں حضرت علی کی فوج میں آپ شامل تھے اور اس وقت آپ کی عمر ترانوے برس تھی[152].

---

[148] طبقات ابن سعد: (7/6)، المعجم الکبیر: (86/9)، ہیثمی نے (المجمع: 253/9) میں لکھا ہے کہ یہ طبرانی کی روایت ہے اور اس کے رواۃ صحیح بخاری کے رواۃ ہیں، سوائے حارثہ کے جو کہ ثقہ ہیں.

[149] تاریخ طبری: (544/2).

[150] سورۃ نحل، آیت/106.

[151] طبقات ابن سعد: (249/3)، ابن ابی شیبہ: (524/7)، تفسیر طبری: (534/11).

[152] دیکھیں: تہذیب الاسماء: (545/1)، اسد الغابہ: (808/1)، تاریخ الاسلام، از: ذہبی: (572/3)، الاصابہ: (575/4).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے حق میں جنت کی بشارت صحیح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت سلمان کے بیان میں گزر چکا ہے، اور مزید بیان آپ کی والدہ کے ذکر میں آئے گا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

18- عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

آپ ابو معاذ عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن غنم بن سلمہ انصاری سلمی ہیں، بیعت عقبہ میں آپ شریک تھے، کہا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ شریک تھے، آپ انصاریوں میں سب سے اخیر اسلام لانے والے صحابی ہیں.

ابن اسحاق کہتے ہیں: عمرو بن جموح بنو سلمہ کے سردار اور ان کے ایک معزز فرد تھے، آپ لکڑی کا بنا ہوا ایک بت اپنے گھر میں رکھتے تھے، جس کو (منات) کہا جاتا تھا، جس کی آپ بڑی عزت کیا کرتے تھے، جب بنو سلمہ کے کچھ نوجوان مسلمان ہوئے تو ان ہی میں سے دو نوجوان: معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن جبل رات میں آپ کے گھر میں داخل ہوتے، آپ کے بت کو اٹھاتے اور اسے بنو سلمہ کے کسی کوڑے پر سر کے بل پھینک دیتے، جب صبح ہوتی تو عمرو بن جموح کہتے: تمہارا ستیاناس ہو! کون ہے جس نے رات میں ہمارے معبود پر دست دراز کیا ہے، پھر وہ اپنے بت کو تلاش کرتے ہوئے نکلتے اور جب مل جاتا تو اسے دھوتے اور خوشبو لگاتے، پھر کہتے: اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون تمہارے ساتھ یہ حرکت کر رہا ہے تو میں ضرور اسے رسوا کروں گا.

پھر جب رات آتی اور عمرو بن جموح سو جاتے تو معاذ بن عمرو اور معاذ بن جبل دوبارہ ان کے بت کے ساتھ وہی حرکت کرتے، صبح عمرو بن جموح نکلتے، بت کو ڈھونڈتے، اسے گھر لاتے، صاف کرتے اور خوشبو لگاتے، اور جب عمرو بن جموح نے دیکھا کہ ان کے بت کے ساتھ یہی حرکت بار بار ہو رہی ہے تو انہوں نے اپنی تلوار اس بت کے گلے میں لٹکا دی اور بت سے گویا ہو کر کہا: اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ کون تمہارے ساتھ یہ کر رہا ہے، لہذا اگر تم میں خیر ہے تو تم خود ہی اس سے نپٹ لو!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب رات ہوئی تو دونوں نوجوان پھر آئے اور بت کے گلے سے تلوار نکالی، پھر بت کو لیا اور ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ اس کو باندھ کر بنو سلمہ کے ایک گڑھے میں پھینک دیا جس میں لوگ گندگی ڈالا کرتے تھے، اور جب صبح ہوئی تو عمرو بن جموح کو ان کا معبود غائب نظر آیا، وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے نکلے، دیکھا کہ ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ ان کا بت بندھا ہوا گندگی میں پڑا ہے، یہ دیکھ کر ان کو سمجھ آئی، لہذا وہ اپنی قوم کے ایک مسلمان کے پاس گئے ان سے اسلام کی حقیقت کو جانا اور مسلمان ہو گئے.

جب جنگ احد کیلئے وہ روانہ ہو رہے تھے انہوں نے قبلہ رخ ہو کر یہ کہا: اے اللہ تو مجھے شہادت کی موت نصیب کر، اور میرے گھر والوں کی جانب مجھے ناکام نہ لوٹا. لہذا اللہ نے آپ کو اسی دن شہادت کی موت نصیب کی، آپ کا پیر کچھ لنگڑا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے آپ سے فرمایا: (ایسا لگتا ہے جیسے میں تمہیں جنت میں اپنے اس پیر کے ساتھ صحیح سالم چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں)[153].

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے سوال کیا: اے بنو سلمہ تمہارے سردار کون ہیں؟، ہم نے جواب دیا: جد بن قیس ہمارے سردار ہیں، لیکن وہ بڑے ہی بخیل انسان ہیں، اس پر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا: بخیلی سے بڑا بھی کوئی مرض ہے؟، جد بن قیس نہیں بلکہ عمرو بن جموح اب تمہارے سردار ہیں[154].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت ابو قتادہ انصاری اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کی مرفوع اور ایک جماعت کی مرسل روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا:

---

[153] اس کی تخریج عنقریب آئے گی.

[154] شعب الایمان، از: بیہقی: (227/15) طبعہ: اوقاف قطر، معرفۃ الصحابہ: (4987).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ حَضَرَ ذَلِكَ قَالَ: أَتَى عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى أُقْتَلَ أَمْشِي بِرِجْلِي هَذِهِ صَحِيحَةً فِي الْجَنَّةِ؟، وَكَانَتْ رِجْلُهُ عرجاء، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " نَعَمْ ". فَقُتِلُوا يَوْمَ أُحُدٍ هُوَ وَابْنُ أَخِيهِ وَمَوْلًى لَهُمْ، فَمَرَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: " كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْكَ تَمْشِي بِرِجْلِكَ هَذِهِ صَحِيحَةً فِي الْجَنَّةِ ". فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا وَبِمَوْلَاهُمَا فَجُعِلُوا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اگر میں اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے مارا جاؤں تو کیا جنت میں اپنے اس پیر سے میں صحیح سالم چلوں گا؟ آپ کا پیر لنگڑا تھا، اس سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: ہاں. جنگ احد کے دوران آپ، آپ کے بھتیجے اور آپ کے غلام سب شہید کر دیئے گئے، آپ کے پاس سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ نے فرمایا: ایسا لگ رہا ہے جیسے میں تمہیں اپنے اس پیر سے جنت میں صحیح سالم چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام کو ایک ہی قبر میں دفنا دینے کا حکم دیا، اور آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی[155].

[155] مسند احمد، حدیث نمبر(22553)، تاریخ المدینہ از ابن شبہ: (83/1)، معرفۃ الصحابہ: (4984).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

19-یاسر بن عامر عنسی حلیف آل مخزوم رضی اللہ عنہ

آپ یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن کہلان بن سبأبن یشحب بن یعرب بن قحطان ہیں، یاسر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کو تلاش کرتے ہوئے مکہ آئے تھے، لیکن حارث اور مالک یمن لوٹ گئے، مگر یاسر مکہ ہی میں مقیم ہوگئے اور انہوں نے ابوحذیفہ مخزومی کو اپنا حلیف بنالیا، ابوحذیفہ نے اپنی ایک لونڈی سمیہ بن خیاط سے ان کا نکاح کردیا جن سے عمار تولد ہوئے، پھر ابوحذیفہ نے آپ کو آزاد کردیا، مگر ابوحذیفہ کی وفات تک دونوں ان ہی کے پاس رہے، اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی بنا کر بھیجے گئے تو یاسر، سمیہ، عمار اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسر مسلمان ہوگئے، آپ کو، آپ کے بیٹے اور آپ کی زوجہ کو اللہ کی راہ میں خوب ستایا گیا کہ ان کے حق میں رب نے یہ نازل فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾[156] (اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں)، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے[157].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت والی روایت کا ذکر آئندہ صفحات میں آپ کی زوجہ سمیہ بنت خیاط کی سوانح کے ضمن میں بیان کیا جائے گا.

---

[156] سورہ بقرہ، آیت/207.

[157] دیکھیں: معرفۃ الصحابہ: (2812/5)، الاصابہ: (639/6).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

20-مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ

آپ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن خدرہ الابجر بن عوف بن حارث بن خزرج ہیں، آپ حضرت ابو سعید خدری انصاری رضی اللہ عنہ کے والد ہیں، جنگ احد میں آپ شہید ہوئے، عراب بن سنان کنانی نے آپ کو قتل کیا تھا. جنگ میں شمولیت کیلئے آپ نے اپنے تیرہ سالہ فرزند کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو شامل نہیں کیا[158].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت کئی احادیث میں وارد ہوئی ہے، جو کہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں.

سعید بن منصور اپنی سنن: (70/1) میں اور بیہقی اپنی کتاب دلائل النبوۃ: (266/3) میں عمر بن سائب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب جنگ احد کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوئے تو ابو سعید خدری کے والد مالک نے آپ کے زخم کو اپنے منہ سے چوس کر صاف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا: خون تھوک دو، لیکن آپ کے والد نے جواب دیا: اللہ کی قسم میں آپ کے خون کو نہیں تھوکوں گا. پھر آپ واپس ہو کر مشرکین سے مقابلہ کرنے لگے، تب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: (جو کسی جنتی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شہید کی جانب دیکھ لے).

حافظ ابن حجر نے اس روایت کو مرسل قرار دیا ہے. دیکھیں: تلخیص الحبیر: (170/1).

طبرانی نے المعجم الکبیر: (34/6)، حاکم نے مستدرک: (651/3)، ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی: (598/3) اور ابو القاسم بغوی نے بھی موسی بن محمد عن امہ عن ام عبد الرحمن بن ابی سعید خدری

---

[158] دیکھیں: الاستیعاب: (420/1)، اسد الغابہ: (960/1)، الاصابہ: (727/5)، التحفہ اللطیفہ: (89/2).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن ابی سعید خدری کی طریق سے یہ حدیث روایت کی ہے جیسا کہ سبل الہدی والرشاد: (39/10) میں مذکور ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ احد کے میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک کچھ زخمی ہو گیا، یہ دیکھ کر مالک بن سنان آگے بڑھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم کو اپنے منہ سے چوسا، اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اس شخص کو دیکھنا پسند کرتا ہے جس کے خون کے ساتھ میرا خون ملا ہوا ہے، وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے.

سبل الہدی والرشاد: (39/10) ہی میں موسی بن محمد ہی کے حوالے سے مصعب بن اسقع عن ربیح بن عبدالرحمن بن اسماعیل عن ابی سعید خدری یہ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل جائے اس کو اللہ تکلیف نہیں دے گا.

مذکورہ بالا حدیث میں ایک راوی ربیح بن عبدالرحمن ہیں جن کے متعلق امام احمد نے کہا: یہ غیر معروف ہیں. اسی طرح ابن عدی نے اپنی کتاب (الکامل: 174/3) میں ذکر کیا ہے کہ ترمذی نے العلل الکبیر میں لکھا ہے کہ امام بخاری نے اس راوی کو منکر الحدیث قرار دیا ہے، ابن حبان نے آپ کا تذکرہ اپنی کتاب: (الثقات: 309/6) میں کیا ہے، آپ کا مکمل تذکرہ کرنے کے بعد ابن عدی: (الکامل: 174/3) میں لکھتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی روایت لی جاسکتی ہے. حافظ ابن حجر نے آپ کو اپنی کتاب: (تقریب التھذیب) میں مقبول راوی قرار دیا ہے.

لہذا یہ حدیث اپنی تمام طرق کے ساتھ حسن لغیرہ قرار دی جاسکتی ہے، واللہ اعلم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

21-ابوالدحداح انصاری رضی اللہ عنہ

آپ کو ابوالدحداح یا ابوالدحداحہ انصاری کہا جاتا ہے.

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ آپ کا نام یا آپ کا نسب مجھے معلوم نہیں، صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ انصار کے حلیف تھے اسی لئے آپ کو انصاری کہا جاتا ہے. دوسروں نے آپ کا نام (ثابت) ذکر کیا ہے.

ابن شہاب کی طریق سے عقیل روایت کرتے ہیں کہ کھجور کے باغ کے سلسلے میں ابولبابہ کے ساتھ ایک یتیم کا جھگڑا ہو گیا، دونوں اپنا مسئلہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولبابہ کے حق میں فیصلہ کر دیا، جس پر وہ لڑکا رونے لگا، تب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولبابہ سے کہا: تم اپنا باغ اسے دے دو، ابولبابہ نے کہا: میں نہیں دے سکتا، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے یہ باغ دے دو، تمہیں اس کے بدلے جنت میں پھلدار باغ نصیب ہوگا، اس پر بھی انہوں نے نفی میں جواب دیا، جب یہ بات ابوالدحداح کو معلوم ہوئی تو انہوں نے ابولبابہ سے پوچھا: کیا تم اپنا یہ باغ میرے اس باغ کے بدلے بیچو گے، ابولبابہ نے کہا: ہاں، یہ سن کر ابوالدحداحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یتیم کیلئے جس باغ کا سوال آپ نے کیا تھا اگر وہ باغ میں اس کے حوالے کر دوں تو کیا مجھے بھی جنت میں خوشے نصیب ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: ہاں. پھر ابوالدحداحہ جنگ احد میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت سارے خوشے جنت میں ابوالدحداح کیلئے نیچے لٹکے ہوئے ہیں [159].

---

[159] السنن الکبری از بیہقی: (64/6)، بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس حدیث کو اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن مندہ نے عبداللہ بن حارث کی طریق سے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً﴾[160] (تم میں کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تاکہ اللہ اُسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے؟)، ابوالدحداح نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، کیا اللہ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں... پھر آپ نے باغ صدقہ کئے جانے کی مکمل حدیث ذکر کی[161].

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا، یارسول اللہ! فلاں آدمی کا ایک باغ ہے، میں وہاں اپنی دیوار قائم کرنا چاہتا ہوں، آپ اسے حکم دے دیجئے کہ وہ مجھے یہ جگہ دے دے تاکہ میں اپنی دیوار کھڑی کر لوں، نبی کریم ﷺ نے متعلقہ آدمی سے کہہ دیا کہ جنت میں ایک باغ کے بدلے تم اسے یہ جگہ دے دو، لیکن اس نے انکار کر دیا، حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو وہ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اپنا باغ میرے باغ کے عوض فروخت کر دو، اس نے بیچ دیا، وہ اسے خریدنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے وہ باغ اپنے باغ کے بدلے خرید لیا ہے، آپ یہ اس شخص کو دے دیجئے، کہ میں نے یہ باغ آپ کو دے دیا، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر کئی مرتبہ فرمایا کہ ابوالدحداح کے لئے جنت میں کتنے بہترین خوشے ہیں، اس کے بعد وہ اپنی بیوی کے پاس پہونچے اور اس سے فرمایا کہ اے ام دحداح! اس باغ سے نکل چلو کہ میں نے اسے جنت کے باغ کے عوض فروخت کر دیا ہے، ان کی بیوی نے کہا کہ آپ نے کامیاب تجارت کی ہے[162].

---

[160] سورہ بقرہ. آیت/245.

[161] طبرانی: (165/16).

[162] مسند احمد، حدیث نمبر (12482)، ابن حبان: (113/6) وغیرہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سواری کی ہے[163]۔

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت انس، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبدالرحمن بن ابزی کی مرفوع اور سعید بن مسیب اور شعبی کی مرسل روایات سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ: ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ، وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ، نَسْعَى خَلْفَهُ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ - أَوْ مُدَلًّى - فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ» أَوْ قَالَ شُعْبَةُ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ "

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن دحداح (کے جنازہ) کی نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک ننگی پیٹھ کا گھوڑا لایا گیا اور اس کو ایک شخص نے پکڑا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور وہ کودتا تھا اور ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے اور دوڑتے تھے، سو ایک شخص نے قوم میں سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ابن دحداح کے لیے جنت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں“، یا شعبہ نے کہا: ابودحداح کیلئے جنت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں[164]۔

---

[163] فتح الباب فی الکنی والالقاب، از: ابن مندہ: (ص/307)، آپ کی مزید سوانح کیلئے دیکھیں: الاستیعاب: (25/2)، تہذیب الاسماء: (112/3)، الاصابہ: (119/7).

[164] صحیح مسلم، حدیث نمبر (965)، مسند احمد، حدیث نمبر (2866)، سنن ابو داود، حدیث نمبر (3180)، سنن ترمذی: (343/3).

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

22-خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

آپ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد قرشیہ اسدیہ ہیں، آپ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی اور آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ہیں، آپ اپنے زمانے کی تمام عورتوں کی سردار ہیں، سوائے ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد آپ ہی کے بطن سے ہوئیں، جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اس وقت آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمت دی تھی، آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کمال عقل کی حامل، جلیل القدر، دیندار، معزز اور پاکباز جنتی خاتون ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی تعریف کیا کرتے، آپ کا حد درجہ احترام کرتے اور تمام امہات المومنین میں آپ کو مقدم رکھا کرتے تھے... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں آپ کا مقام جاننے کیلئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی زندگی میں نہ ہی کسی اور سے نکاح کیا اور نہ ہی کوئی لونڈی رکھی، بلکہ جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت رنجیدہ ہوئے، کیونکہ آپ بہترین رفیقِ حیات تھیں[(165)].

آپ کے اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان افضیلت کی بحث کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: حقیقت تو یہ ہے کہ دونوں کے حق میں اس قدر کثرت سے فضائل وارد ہوئے ہیں کہ آدمی حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ کس کو افضل قرار دے، اسی لئے بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور اس کا علم اللہ کے حوالے کر دیا جائے، ہاں اگر کسی کو دلیل کے ساتھ کسی کی افضیلت کا حتمی علم ہو جائے یا اس باب میں ظنِ غالب ہی حاصل ہو جائے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے، لیکن جو

[(165)] سیر اعلام النبلاء: (110/2) اختصار کے ساتھ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلہ میں یا کسی دوسرے مسئلے میں توقف اختیار کرنا چاہے تو اسکے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ جواب میں (اللہ اعلم) کہہ دے[166].

تقی الدین سبکی کہتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ سب سے افضل خاتون حضرت فاطمہ ہیں، ان کے بعد حضرت خدیجہ اور ان کے بعد حضرت عائشہ سب سے افضل ہیں[167].

تقی الدین سبکی کے اس کلام کو نقل کرنے کے بعد صالحی لکھتے ہیں کہ افضیلت کی بحث بہت دشوار ہے، مناسب یہی ہے کہ جس قدر ثابت ہے اتنا ہی بیان کیا جائے اور دائرۂ ادب میں رہتے ہوئے باقی ماندہ پر خاموشی اختیار کی جائے[168].

ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مریم بنت عمران اپنے زمانے میں سب سے بہترین خاتون تھیں، اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون حضرت خدیجہ ہیں[169].

ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ: (129/3) میں لکھا ہے: شعبہ نے معاویہ بن قرہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ ان سے ان کے والد قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں سے بہت سارے درجہ کمال کو پہونچے مگر عورتوں میں صرف تین خاتون ہی درجہ کمال کو

---

[166] البدایہ والنہایہ: (372/3)، طبعہ: دار ابن کثیر.

[167] دیکھیں: فتح الباری: (139/7).

[168] سیر الہدی والرشاد: (162/11).

[169] صحیح بخاری، حدیث نمبر (3249)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2430)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3877)، سنن کبریٰ از نسائی، حدیث نمبر (8354).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہونچیں، اور وہ ہیں: مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ اور خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، اور حضرت عائشہ کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح تمام کھانوں میں ثرید کو فضیلت حاصل ہے۔ اس حدیث کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے، علماء کہتے ہیں کہ ان تینوں خواتین: مریم، آسیہ اور خدیجہ میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ تینوں نے اپنی زندگی میں نبی کی بہترین کفالت کی، اور ان پر ایمان لے آئیں، جیساکہ آسیہ نے حضرت موسی کی بہترین پرورش کیا، اور ان کے نبی بنائے جانے کے بعد ان پر ایمان لے آئیں، اسی طرح مریم نے بھی اپنے فرزند کی بہترین پرورش کی اور ان کے نبی بنائے جانے کے بعد ان پر ایمان لے آئیں، ویسے ہی حضرت خدیجہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کا پیغام بھیجا اور شادی کے بعد اپنا مال آپ کے قدموں میں نچھاور کر دیا، اور جب آپ پر وحی نازل ہوئی اس وقت سب سے پہلے حضرت خدیجہ ہی نے آپ کی تصدیق کی۔

ابن عبدالبر اپنی کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: (87/2) میں لکھتے ہیں: اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ سے قبل نہ ہی کسی سے نکاح کیا اور نہ ہی آپ کی زوجیت میں آپ کی وفات تک کسی اور سے نکاح کیا، آپ کی تمام بیٹیاں آپ ہی کے بطن سے تولد ہوئیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون آپ ہی ہیں۔ قتادہ، زہری، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابن اسحاق اور ایک جماعت کا یہی قول ہے، وہ کہتے ہیں: مردوں اور خواتین میں اللہ پر ایمان لانے والی سب سے پہلی خاتون آپ ہی ہیں۔

ابن اثیر اپنی کتاب اسد الغابہ: (1337/1) میں لکھتے ہیں: باجماعِ مسلمین حضرت خدیجہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ اور سب سے پہلی مسلمان ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نووی کے بقول کئی محققین کے نزدیک یہی قول راجح ہے[170]، آپ کہتے ہیں: اللہ رب العزت نے آپ کے ذریعہ آپ ﷺ کے غم کو ہلکا کیا کہ جب کبھی آپ ﷺ لوگوں سے کوئی تکلیف دہ بات سنتے تو حضرت خدیجہ کے پاس لوٹتے، وہ آپ کو ہمت دیتیں اور آپ کے غم کو ہلکا کرتیں.

طبرانی اور دولابی نے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب حضرت خدیجہ کا ذکر کرتے تو آپ کی تعریف کرتے اور آپ کے حق میں استغفار کرتے تھکتے نہیں تھے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے حضرت خدیجہ کا تذکرہ کیا اور مجھ پر غیرت غالب آگئی، میں نے کہا: اللہ نے آپ کو عمر رسیدہ خاتون کے عوض دوسری خاتون عطا کردیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ شدید غصہ ہوئے کہ میں کانپنے لگی، پھر میں نے کہا: اے اللہ، اگر تو رسول اللہ ﷺ کا غصہ دور کردے تو میں کبھی اپنی زندگی میں حضرت خدیجہ کا سوءِ ذکر نہیں کروں گی، کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ نے میری یہ حالت دیکھی تو کہا: تم نے کس طرح یہ بات کہی ہے؟ اللہ کی قسم، وہ اس وقت مجھ پر ایمان لے آئیں تھیں جب لوگوں نے میرا انکار کردیا تھا، اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی تھی جب لوگوں نے مجھے جھٹلادیا تھا، اور ان سے میری اولاد ہوئی ہے جبکہ تم سے میری کوئی اولاد نہیں[171].

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور پوچھا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، اس پر آپ نے عرض کیا: جنت کی افضل خواتین یہ ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی)، اور مریم بنت عمران رضی اللہ عنھن أجمعین[172].

---

[170] التقریب والتفسیر لمعرفۃ سنن البشیر النذیر: (ص/21).

[171] المعجم الکبیر: (319/16)، الذریۃ الطاھرۃ، از: دولابی: (ص/17).

[172] مسند احمد، حدیث نمبر (2668)، المعجم الکبیر: (407/22)، مستدرک حاکم: (204/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجرت سے تین یا چار برس قبل رمضان کے مہینے میں آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئیں، راجح قول کے مطابق آپ کی وفات واقعہ اسراء سے تین برس قبل ہوئی، اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں رکھا[173]، اور وفات کے وقت آپ کی عمر پیسنٹھ (65) برس تھی[174].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت ابن ابی اوفی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف ایک صحیح روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا.

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ أبي خالدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الله بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَكَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، «بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ، فِيهِ وَلَا نَصَبَ»

اسماعیل بن ابی خالد نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے ان کو جنت میں موتی سے بنے ہوئے ایک ایسے گھر کی خوشخبری دی ہے جہاں نہ ہی شور و غل ہے، اور نہ تکلیف[175].

---

[173] دیکھیں: سیر اعلام النبلاء: (109/2)، الاصابہ: (600/7)، سبل الہدی والرشاد: (157/11).

[174] طبقات ابن سعد: (18/8).

[175] صحیح بخاری، حدیث نمبر (1699)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2433)، مسند احمد، حدیث نمبر (1915).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

23-رُمَیصاء بنت ملحان رضی اللہ عنہا

آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سُلیم بنت ملحان بن خالد انصاریہ ہیں، آپ کا نام یا تو سہلہ، یا رمیلہ، یا رمیثہ، یا ملیکہ، یا انیسہ یا رمیصاء ہے، آپ اپنی کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں، آپ کا شمار جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے، جاہلیت میں آپ کا نکاح مالک بن نضر کے ساتھ ہوا تھا جن سے حضرت انس تولد ہوئے، پہلے پہل اسلام لانے والے انصاریوں کے ساتھ آپ بھی اسلام لے آئیں، آپ کے مسلمان ہو جانے پر آپ کے شوہر مالک غصہ ہوئے اور ملک شام روانہ ہو گئے جہاں ان کی وفات ہو گئی، اس کے بعد ابو طلحہ نے آپ سے نکاح کا پیغام بھیجا مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ جب تک مسلمان نہیں ہو جاتے وہ ان سے نکاح نہیں کریں گی. نسائی وغیرہ نے ابو طلحہ کے ساتھ آپ کے نکاح کا واقعہ ذکر کیا ہے، حضرت انس کہتے ہیں: ابو طلحہ نے ام سلیم کو نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر ام سلیم نے ابو طلحہ سے سوال کیا: کیا تمہارا معبود اسی جھاڑ کی لکڑی سے بنا ہوا نہیں ہے جو زمین سے پیدا ہوا اور بنو فلاں کے حبشی غلام نے اسے تراشا ہے؟ ابو طلحہ نے کہا: ہاں، تب ام سلیم نے جواب دیا: اگر تم اس لکڑی سے بنے ہوئے معبود کی عبادت کرتے ہو تو میرے پاس نہ آؤ، ہاں اگر تم مسلمان ہو جاتے ہو تو میں تم سے دوسرا کوئی مطالبہ نہیں کروں گی، ابو طلحہ نے کہا: میں سوچوں گا. حضرت انس کہتے ہیں کہ ابو طلحہ چلے گئے لیکن پھر واپس آئے اور کہا: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ)، تب ام سلیم نے مجھ سے کہا: اے انس، ابو طلحہ سے شادی کر دو.[176]

[176] سنن کبریٰ: (179/5 حدیث نمبر 5374).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ سچے پکے مسلمان بن گئے،اور ام سلیم کے بطن سے آپ کو ایک لڑکا تولد ہوا جس کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا، جس کی وفات پر آپ بہت رنجیدہ ہوئے، پھر اللہ نے آپ کو ایک اور لڑکا نصیب کیا جو کہ عبداللہ بن ابو طلحہ ہیں، جن کی نسل میں اللہ نے برکت اور علم عطا کیا[177].

ام سلیم نے اللہ کے رسول ﷺ سے کئی حدیثیں روایت کی ہیں، آپ بہترین عقل و فہم کی حامل صحابیہ تھیں، آپ کا وصف بیان کرتے ہوئے ابو نعیم لکھتے ہیں کہ جنگوں میں آپ خنجر چلایا کرتی تھیں[178]، بخاری اور مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں حضرت ام سلیم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی پیٹھ پر مشکیزے اٹھا کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں[179].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک کی حدیث سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے ذکر پر اکتفا کروں گا.

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ، امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلاَلٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ " فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ.

---

(177) الاستیعاب:(130/2).

(178) حلیۃ الاولیاء: (57/2).

(179) صحیح بخاری، حدیث نمبر(2724)، صحیح مسلم، حدیث نمبر(1811).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء رضی اللہ عنہا کو دیکھا، اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں، اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر محل دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لیے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا[180].

---

[180] صحیح بخاری، حدیث نمبر (3476)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2456).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

24-حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

آپ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر قرشیہ عدویہ ہیں. آپ مہاجر صحابیہ ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپ کا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ سہمی سے ہوا تھا، جو کہ بدری صحابی ہیں، مدینہ میں ان کا انتقال ہو گیا اور حفصہ بیوہ ہو گئیں، لہذا عمر بن خطاب نے حضرت ابو بکر کو آپ سے نکاح کا پیغام بھیجا، مگر حضرت ابو بکر خاموش رہے، جس پر عمر رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے، اور جب حضرت عثمان کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا، مگر حضرت عثمان نے جواب دیا کہ ابھی میں نے شادی کا ارادہ نہیں کیا ہے. یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں حضرت عثمان کی شکایت کی، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: (حفصہ کی شادی اس کے ساتھ ہو گی جو عثمان سے افضل ہے، اور عثمان کی شادی اس کے ساتھ ہو گی جو حفصہ سے افضل ہے). پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی شادی ہو گئی، اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عمر سے ہوئی تو آپ نے کہا کہ جب تم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ میرے سامنے پیش کیا تھا اس وقت میں خاموش رہا تھا اور شاید اس پر میری خاموشی تمہیں ناگوار گزری ہو گی؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں اس وقت مجھے کافی تکلیف ہوئی تھی. ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تمہارے سوال کا جواب صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ میرے علم میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا، اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ دیتے تو میں حفصہ کو اپنے نکاح میں لے آتا[181].

[181] طبقات ابن سعد: (82/8)، صحیح بخاری، حدیث نمبر (5122).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثر علماء کی رائے ہے کہ حضرت حفصہ کے ساتھ آپ کی شادی سن 3ھ میں ہوئی، جبکہ ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ یہ شادی سن 2ھ میں ہوئی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا تھا، اور سن 45ھ آپ اس دنیا سے رخصت ہوئیں[182].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت قیس بن زید، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عمار بن یاسر، حضرت انس اور عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف ایک صحیح حدیث کے ذکر پر اکتفا کروں گا.

حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ ان سے ابو عمران جونی نے بیان کیا کہ ان سے قیس بن زید نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ کو ایک طلاق دی. پھر ان کے پاس ان کے دو ماموں: عثمان بن مظعون اور قدامہ بن مظعون آئے، جن کو دیکھ کر آپ خوب روئیں، اور کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نفرت سے طلاق نہیں دی ہے. اس کے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، آپ کے آتے ہی حضرت حفصہ نے پردہ کر لیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھ سے کہا: (رَاجِعْ حَفْصَةَ، فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ، وَهِيَ زَوْجَتُكَ فِي الجَنَّةِ)حفصہ کو رجوع کرتے ہوئے اپنے نکاح میں لے لیں، وہ کثرت سے روزہ رکھنے والی اور قیام اللیل کی پابند خاتون ہیں، اور وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہوں گی[183].

---

[182] دیکھیں: دلائل النبوہ، از بیہقی: (463/8)، الاستیعاب: (48/2)، اسد الغابہ: (331/3)، الاصابہ: (581/7).

[183] طبقات ابن سعد: (84/8)، طبرانی، حدیث نمبر (934)، مستدرک حاکم: (15/4)، انساب الاشراف، از: بلاذری: (188/1)، بغیۃ الحارث، حدیث نمبر (1000)، المعرفۃ، از: ابو نعیم (5157)، الحلیہ: (50/2).

ہیثمی نے اپنی کتاب: (المجمع: 245/9) میں لکھا کہ اس حدیث کے رواۃ صحیح بخاری کے رواۃ ہیں.

حافظ ابن حجر اپنی کتاب فتح الباری: (482/14) میں لکھتے ہیں کہ قیس بن زید کے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

000

25- سمیہ بنت خُبَّاط[184]، ام عامر رضی اللہ عنہا

آپ ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی لونڈی اور عمار بن یاسر کی والدہ سمیہ بنت خباط ہیں، آپ کا شمار سابقین اولین صحابہ کرام میں ہوتا ہے، بلکہ ایک قول کے مطابق مکہ کے ان سات لوگوں میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے جو پہلے پہل مسلمان ہوئے تھے، آپ ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی لونڈی تھیں، جبکہ یاسر بن عامر ان کے حلیف تھے، لہذا ابو حذیفہ نے یاسر کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور جب ان کے بطن سے عمار تولد ہوئے ابو حذیفہ نے آپ کو آزاد کر دیا، اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو اللہ کی راہ میں خوب ستایا گیا، تاکہ آپ اسلام سے پھر جائیں مگر آپ نے مشرکین کی ایک نہ مانی، بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ آپ نے تمام مصائب کا سامنا کیا، یہاں تک کہ ایک دن ابو جہل نے ایک نیزہ سے آپ کی شرمگاہ پر وار کیا اور وہ شہید ہو گئیں، آپ اسلام کی آمد کے بعد راہ الٰہی میں شہید ہونے والی سب سے پہلی خاتون ہیں، شہادت کے وقت آپ عمر رسیدہ اور ضعیف تھیں۔

آپ کی شہادت کا واقعہ ہجرت سے قبل کا ہے، آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مکہ میں پہلے پہل اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا. مجاہد کہتے ہیں: مکہ میں سات لوگوں نے پہلے پہل اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور وہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو بکر، بلال، خباب، صہیب، عمار اور سمیہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق کو ان کی قوم نے اپنی حفاظت میں رکھا، مگر دوسرے مسلمانوں کو لوہے کی

دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر (2007).

(184) حافظ ابن حجر نے آپ کی سوانح میں لکھا کہ (خباط) خ پر پیش اور ب پر تشدید کے ساتھ پڑھا جائے گا، اور بعض نے خباط کو ب کے بجائے ی کے ساتھ (یعنی: خیاط) بھی ذکر کیا ہے، فاکہی نے آپ کا نام (سمیہ بنت خبط) لکھا ہے، یعنی الف کے بغیر. اس طرح آپ کا نام سمیہ بنت خباط، یا سمیہ بنت خیاط یا سمیہ بنت خبط ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زرہیں پہنائی گئیں اور تپتی ہوئی دھوپ میں لٹا دیا گیا[185]، پھر ابو جہل نیزہ لئے ہوئے حضرت سمیہ کے پاس آیا اور ان پر وار کرتے ہوئے ان کو شہید کر دیا[186] [187].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت کئی احادیث میں وارد ہوئی ہے، اور یہ روایات ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں، جیسا کہ حضرت عثمان بن عفان، حضرت جابر اور ام ہانی کی مرفوع روایات اور عبداللہ بن جعفر، یوسف بن ماہک، ابن اسحاق اور مجاہد کی مرسل روایات، میں یہاں صرف ایک صحیح روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا.

ابو الزبیر کہتے ہیں کہ حضرت جابر نے فرمایا: حضرت عمار اور ان کے گھر والوں کو ستایا جارہا تھا، اسی وقت وہاں سے اللہ کے رسول ﷺ کا گزر ہوا، آپ نے فرمایا: أَبْشِرُوْا آلَ عَمَّارٍ، وَآلَ يَاسِرٍ، فَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الجَنَّةُ (اے عمار کے گھر والو، اے یاسر کے گھر والو، خوش ہو جاؤ، تمہارا ٹھکانا جنت ہے)[188].

(185) مصنف ابن ابی شیبہ: (537/7).

(186) مصنف ابن ابی شیبہ: (329/8).

(187) دیکھیں: طبقات ابن سعد: (264/8)، اسد الغابہ: (152/7)، الاصابہ: (712/7).

(188) المعجم الأوسط، حدیث نمبر (1566)، معرفۃ الصحابہ، حدیث نمبر (6664) بروایت ابراہیم بن عبد العزیز المقوم، مستدرک حاکم، حدیث نمبر (5666)، دلائل النبوۃ: (282/2) بروایت ابراہیم بن عصمہ العدل عن السری بن خزیمہ، طبقات ابن سعد: (249/3)، ابن عساکر: (371/43) بروایت مسلم بن ابراہیم عن ہشام.

امام حاکم نے کہا: یہ روایت امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، لیکن صحیحین نے اسے روایت نہیں کیا ہے.، ہیثمی نے لکھا کہ اس روایت کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں سوائے ابراہیم بن عبد العزیز المقوم، جبکہ یہ بھی ثقہ راوی ہیں.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

26-عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

آپ ام المؤمنین عائشہ بنت ابو بکر عبد اللہ (صدیق اکبر خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی قرشیہ تیمیہ مکیہ ہیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیوی اور امت کی سب سے باعلم وذی فہم خاتون تھیں.

آپ کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ کنانیہ ہیں، آپ نے اپنے والدین کے ہمراہ مدینہ ہجرت کیا، ہجرت سے قبل جب حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اس دنیا سے رخصت ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ سے شادی کی، یہ شادی ہجرت سے کچھ ماہ قبل یا دو برس قبل ہوئی، لیکن رخصتی غزوہ بدر کے بعد شوال 2ھ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر 9 برس تھی.

آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امت تک کثیر علم نقل کیا ہے، آپ کا رنگ نہایت گورا تھا جس وجہ سے آپ کو حمیراء کہا جاتا تھا، آپ کے علاوہ کسی اور کنواری لڑکی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح نہیں کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بہت محبت کیا کرتے تھے، میرے علم کے مطابق امت محمدیہ میں آپ سے زیادہ علم والی خاتون کوئی نہیں، البتہ ام المومنین حضرت خدیجہ کی بھی ایک الگ شان ہے، اور میں تذبذب کا شکار ہوں کہ کس کو افضل قرار دوں، ہاں میں نے چند اسباب کی وجہ سے حضرت خدیجہ کو افضل قرار دیا ہے مگر یہ تفصیل کا مقام نہیں.

علی بن زید بن جدعان اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:
مجھے ایسی نو چیزیں عطا کی گئی ہیں کہ مریم بنت عمران کے بعد یہ چیزیں کسی خاتون کو عطا نہیں کی گئیں: جبرئیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام میری تصویر اپنی ہتھیلی پر لئے آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو حکم دیا کہ وہ مجھ سے شادی کریں، جس وقت آپ نے مجھ سے نکاح کیا اس وقت میں کنواری تھی، میرے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے آپ نے نکاح نہیں کیا، جس وقت آپ کا انتقال ہوا آپ کا سر میری گود میں تھا، آپ ﷺ کی قبر میرے حجرے میں ہے، میرے گھر کو فرشتے اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں، آپ پر اس وقت بھی وحی نازل ہوتی تھی جبکہ میں آپ کے ساتھ لحاف میں ہوتی تھی، میں آپ کے خلیفہ اور آپ کے دوست کی بیٹی ہوں، میری براءت آسمان سے نازل ہوئی ہے، میں ایک پاک انسان کی پاکباز بیوی ہوں، اور مجھ سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اسے ابو بکر آجری نے روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے[189] ۔

حضرت عائشہ سے آپ کی شادی حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ہوئی تھی، آپ ﷺ نے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ دونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا، مگر تین برس تک صرف حضرت سودہ کے ساتھ وداعی ہوئی، جبکہ حضرت عائشہ اپنے والدین کے ساتھ رہیں، اور ان کی رخصتی جنگ بدر سے واپسی کے وقت شوال میں ہوئی۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ سے بہت محبت کیا کرتے اور بخوشی اس کا اظہار بھی کرتے تھے، اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ پاکباز خاتون ہی سے محبت کریں گے۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں: لوگ آپ ﷺ کو تحفے بھیجنے میں آپ کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے، آپ کہتی ہیں کہ میری سوکنیں سب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا: اللہ کی قسم لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے، ہم بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے لیے فائدہ چاہتی ہیں، اس لیے تم نبی کریم ﷺ سے کہو کہ آپ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس بیوی کے پاس بھی رہوں اور جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپ ﷺ کے سامنے بیان کی، آپ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا جب بھی جواب نہ دیا، پھر

---

[189] مسند ابن ابی یعلی: (90/8)، دار قطنی نے اپنی کتاب (علل: 165/15) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری بار عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! عائشہ کے بارے میں مجھ کو نہ ستاؤ، اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں (جو میں اوڑھتا ہوں سوتے وقت) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی، ہاں (عائشہ کا مقام یہ ہے) ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے(190).

آپ کا یہ جواب اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ سے آپ کی محبت حکم الہی اور حبِ الہی کے تابع ہے، عاصم بن کلیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا اور کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ کی پیاری تھیں. ذہبی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے. حضرت عائشہ کے ساتھ اختلاف کے باوجود آپ کے حق میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے.

بصرہ روانہ ہونے اور جنگ جمل میں شریک ہونے کی غلطی کا حضرت عائشہ کو بخوبی احساس تھا، آپ اس پر نادم تھیں، آپ کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ معاملہ اس قدر سنگین ہو جائے گا، عمارہ بن عمیر اس شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں جس نے حضرت عائشہ کو اس آیت: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (191) (اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو) کی تلاوت کرتے سنا، کہتے ہیں کہ آپ اس آیت کی تلاوت پر اتنا روتیں کہ آپ کی اوڑھنی تر ہو جاتی.

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ عمار بن یاسر نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے نبی ﷺ کی اس دنیا اور آخرت دونوں جہاں کی رفیقِ حیات ہیں(192).

---

(190) صحیح بخاری، حدیث نمبر(3775)، صحیح مسلم، حدیث نمبر(2442).

(191) سورۃ احزاب، آیت/33.

(192) صحیح بخاری، حدیث نمبر(6687).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی بن اقمر کہتے ہیں کہ مسروق جب کبھی حضرت عائشہ کے حوالے سے کوئی روایت ذکر کرتے تو یہ کہتے: صدیقہ بنت صدیق، پیارے حبیب کی پیاری اور ساتوں آسمان کے اوپر سے پاکباز ٹھہرائی جانے والی خاتون نے مجھ سے بیان کیا ہے اور میں اس کی تکذیب نہیں کر سکتا[193].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعلق سے عروہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ستر ہزار صدقہ کئے، مگر خود پیوند لگا قمیص پہنا کرتی تھیں.

ام ذرہ کہتی ہیں کہ ابن زبیر نے حضرت عائشہ کی خدمت میں تقریباً ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ نے اسی وقت لوگوں میں اسے تقسیم کرنا شروع کر دیا، جب شام ہوئی تو اپنی خادمہ سے کہا میرا کھانا لے آؤ، اس پر ام ذرہ نے کہا: اے ام المومنین، کیا ایک درہم کا گوشت بھی آپ ہمارے لئے نہیں خرید سکتی تھیں؟ جواب میں حضرت عائشہ نے کہا: مجھے اب ملامت مت کرو، اگر تم پہلے مجھے یاد دلاتی تو میں منگوا لیتی[194].

ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾[195] (جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے) خاص طور پر حضرت عائشہ کے حق میں نازل ہوئی ہے[196].

---

[193] حلیۃ الاولیاء، از: ابو نعیم: (44/2).

[194] طبقات ابن سعد: (67/6)، حلیۃ الاولیاء: (47/2).

[195] سورہ نور، آیت/23.

[196] مستدرک حاکم: (10/4)، امام حاکم نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث صحیح سند سے مروی ہے، مگر بخاری اور مسلم نے اسے روایت نہیں کیا ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیس کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ کی یہ خواہش تھی کہ وہ اپنے ہی گھر میں دفن کی جائیں، مگر وفات سے قبل آپ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد مجھ سے ایک بڑی غلطی سرزد ہوگئی ہے، مجھے آپ کی ازواج مطہرات کے ساتھ ہی دفن کردو[197]. لہذا آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا.

امام ذہبی کہتے ہیں کہ اس غلطی سے آپ کی مراد تھی جنگ جمل کیلئے روانہ ہونا، آپ کو اپنی اس غلطی کا شدید احساس تھا، آپ اس پر نادم تھیں اور آپ نے اس سے توبہ بھی کرلیا، ویسے آپ کا یہ اقدام خیر کی خواہش ہی میں تاویل پر مبنی تھا، جیسا کہ طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام اور کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اجتہاد تھا. ابن ابی عتیق کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے ایک دن کہا: جب ابن عمر یہاں سے گزریں تو مجھے بتلاؤ، لہذا جب ابن عمر کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ کو بتلایا گیا، آپ نے ابن عمر سے کہا: اے ابو عبدالرحمن! مجھے بصرہ جانے سے تم نے کیوں نہیں روکا؟ آپ نے جواب دیا: میں نے دیکھا کہ ایک شخص - یعنی ابن زبیر - کی رائے آپ کے ذہن ودماغ پر زیادہ چھائی ہوئی تھی[198].

صحیح قول کے مطابق سن 57ھ آپ اس دنیا سے رخصت ہوئیں اور بقیع میں سپرد خاک کی گئیں. وفات کے وقت آپ کی عمر ترسٹھ برس اور چند ماہ تھی[199].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت کئی وجوہ، کئی طرق اور کئی صحابہ کرام کی روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف ایک صحیح روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا.

---

(197) طبقات ابن سعد: (74/8)، مستدرک حاکم: (7/4). امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیحین کی شرط کے مطابق صحیح ہے مگر صحیحین میں مروی نہیں.

(198) الاستیعاب: (275/1)، تاریخ ابن عساکر: (110/31).

(199) سیر اعلام النبلاء: (135/2) اختصار کے ساتھ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ الأَسَدِيِّ، قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى البَصْرَةِ، بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَدِمَا عَلَيْنَا الكُوفَةَ، فَصَعِدَا المِنْبَرَ، فَكَانَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ المِنْبَرِ فِي أَعْلاَهُ، وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الحَسَنِ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُ عَمَّارًا، يَقُولُ: «إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى البَصْرَةِ، وَوَاللهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلاَكُمْ، لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ» وَفِي رِوَايَةٍ: هِيَ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. يَعْنِي عَائِشَةَ.

ابو مریم عبداللہ بن زیاد الاسدی نے بیان کیا کہ جب طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا، یہ دونوں بزرگ ہمارے پاس کوفہ آئے اور منبر پر چڑھے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ان سے نیچے تھے، پھر ہم ان کے پاس جمع ہوگئے اور میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ گئی ہیں اور اللہ کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے تاکہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔ ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا و آخرت دونوں جہاں کی رفیقِ حیات ہیں[200].

[200] صحیح بخاری، حدیث نمبر(6687)، سنن ترمذی، حدیث نمبر(3889)، المعجم الکبیر، حدیث نمبر(19054).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

27-فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا

آپ سیدۃ نساء العالمین ام الحسنین فاطمہ زہراء بنت سید الخلق اجمعین ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشیہ ہاشمیہ ہیں.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام اولاد میں آپ سے سب سے زیادہ محبت کیا کرتے تھے، آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری لخت جگر تھیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد اہل خانہ میں سے آپ ہی سب سے پہلے آپ سے ملیں گی، آپ اس امت کی خواتین اور خواتینِ اہل جنت کی سردار ہیں، آپ نہایت ہی دیندار، شکر گزار، صبر کی پیکر، قانعہ اور پاکباز خاتون تھیں، آپ غصہ ہوتیں تو رب بھی غصہ ہو جاتا اور آپ راضی ہو جاتیں تو رب بھی راضی ہو جاتا، اور جب آپ کو کوئی تکلیف پہونچتی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تکلیف ہوتی تھی، بعثت سے کچھ پہلے آپ کی ولادت ہوئی، اور غزوہ بدر کے بعد سن 2ھ میں آپ کا نکاح حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا. ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ آپ کی رخصتی غزوہ احد کے بعد ہوئی.

آپ سے حسن، حسین، محسن، ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہم تولد ہوئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بہت محبت کرتے، آپ کا خیال رکھتے، آپ کی عزت کرتے اور آپ سے سرگوشی کیا کرتے تھے. جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے آپ بہت غمگیں ہوئیں اور روئیں، اور کہا: ہائے ابا جان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے. ہم جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن کر دیئے گئے تو آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا "انس! تمہارے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعش پر مٹی ڈالنے کے لیے کس طرح آمادہ ہو گئے تھے![201].

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت فاطمہ سے کہا کہ وہ اسی بیماری میں دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، یہ سن کر آپ رونے لگیں، تب آپ نے ان کو قریب بلایا اور کان میں کہا کہ وہی سب سے پہلے آپ سے ملیں گی اور خواتین اہل جنت کی وہ سردار ہوں گی، یہ سن کر آپ خوش ہو گئیں، مگر آپ نے یہ بات کسی کو نہیں بتلائی، پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا تب حضرت عائشہ نے اس راز کے متعلق حضرت فاطمہ سے دریافت کیا تو آپ نے ان کو اس بات کی خبر دی، حضرت عائشہ کہتی ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں، اللہ کی قسم! ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا، اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں. تمام ازواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی، پھر آپ رونے لگیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز نہیں کھول سکتی، پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں، انہوں نے کہا کہ اب بتا سکتی ہوں چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ "جبرائیل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے، اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لیے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں" بیان کیا

---

[201] صحیح بخاری، حدیث نمبر (4193).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی، جب نبی کریم ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا "فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی، یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہو گی[202].

جب اللہ کے رسول ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو آپ وراثت کا مطالبہ کرتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: (ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے)[203]، یہ سن کر آپ غصہ ہوئیں اور لوٹ آئیں.

اسماعیل بن ابی خالد نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت فاطمہ بیمار تھیں اس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، حضرت علی نے حضرت فاطمہ کو بتلایا کہ ابو بکر صدیق آئے ہوئے ہیں اور وہ ملنا چاہتے ہیں، حضرت فاطمہ نے حضرت علی سے پوچھا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں انھیں اندر آنے دوں؟ آپ نے کہا: ہاں، لہذا ابو بکر صدیق اندر داخل ہوئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے لگے، آپ نے کہا: اللہ کی قسم، میں نے اپنا گھر، اپنا مال اور اپنے اہل وعیال کو صرف اللہ، اس کے رسول اور تم اہل بیت کی رضا کیلئے چھوڑا ہے. شعبی کہتے ہیں کہ آخر کار ابو بکر نے آپ کو راضی کر لیا[204].

---

(202) دیکھیں: صحیح بخاری، حدیث نمبر (3426)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2450).

(203) صحیح بخاری، حدیث نمبر (3508).

(204) السنن الکبری از بیہقی: (301/6) بروایت شعبی، اور کہا: یہ روایت مرسل صحیح ہے، حافظ ابن حجر اپنی کتاب فتح الباری: (345/9) میں لکھتے ہیں کہ گرچہ یہ روایت مرسل ہے مگر شعبی تک اس کی سند صحیح ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذہبی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے تقریبا پانچ ماہ بعد آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئیں، وفات کے وقت آپ کی عمر چوبیس یا پچیس برس تھی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی عمر انیتس 29 برس تھی، جبکہ پہلا قول ہی صحیح ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کا نسب صرف حضرت فاطمہ کی اولاد ہی سے باقی رہا، جبکہ آپ کی دوسری کسی بیٹی کی نسل باقی نہیں رہی۔

آپ گھر کے تمام کام کاج خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھیں، خود ہی آٹا گوندھتیں، روٹی پکاتیں اور چکی چلاتیں، ابوالبختری کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اپنی والدہ سے کہا: آپ فاطمہ کیلئے گھر کے باہر کا کام کر دیں، اور فاطمہ آپ کیلئے گھر کے اندر تمام امور انجام دے گی[205]۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ سے زیادہ سچے لہجے والا کسی کو نہیں دیکھا ہے[206]۔

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت عائشہ، حضرت حذیفہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی روایات سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت عائشہ اور حضرت حذیفہ سے مروی روایت کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

---

[205] مصنف ابن ابی شیبہ: (156/8).

[206] مستدرک حاکم: (175/3)، اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام حاکم نے لکھا کہ یہ روایت مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن صحیحین میں مروی نہیں ہے۔

آپ کی مزید سوانح حیات جاننے کیلئے دیکھیں: معرفۃ الصحابہ: (196/22)، سیر اعلام النبلاء: (118/2)، الاصابہ: (53/8).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَرْحَبًا بِابْنَتِي» ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَبْكِينَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ: فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ: «إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي القُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي العَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي». فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: «أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ المُؤْمِنِينَ» فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ

عامر شعبی سے مروی ہے وہ مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال سے بڑی مشابہت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں، میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی. پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی. چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد پوچھا، تو انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کان میں کہا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم ہو گی۔ میں (آپ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی یا (آپ نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی، تو اس پر میں ہنسی تھی[207].

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: سَأَلَتْنِي أُمِّي: مُنْذُ مَتَى عَهْدُكَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَنَالَتْ مِنِّي وَسَبَّتْنِي، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: دَعِينِي، فَإِنِّي آتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُصَلِّي مَعَهُ الْمَغْرِب، ثُمَّ لَا أَدَعُهُ حَتَّى يَسْتَغْفِرَ لِي وَلَكِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِب، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ، فَعَرَضَ لَهُ عَارِضٌ فَنَاجَاهُ، ثُمَّ ذَهَبَ فَاتَّبَعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ: " مَنْ هَذَا؟ "، فَقُلْتُ: حُذَيْفَةُ، قَالَ: " مَا لَكَ؟ "، فَحَدَّثْتُهُ بِالْأَمْرِ، فَقَالَ: " غَفَرَ اللهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ "، ثُمَّ قَالَ: " أَمَا رَأَيْتَ الْعَارِضَ الَّذِي عَرَضَ لِي قُبَيْلُ؟ "، قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: " فَهُوَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَمْ يَهْبِطِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ، وَيُبَشِّرَنِي أَنَّ الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ "

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مجھ سے میری والدہ نے پوچھا کہ تم نبی ﷺ کے ساتھ کب سے وابستہ ہو؟ میں نے انھیں اس کا اندازہ بتادیا، وہ مجھے سخت سست اور برا بھلا کہنے لگیں، میں نے ان سے کہا کہ پیچھے ہٹیں، میں نبی ﷺ کے پاس جارہا ہوں، مغرب کی نماز ان کے ساتھ پڑھوں گا اور اس وقت تک انھیں چھوڑوں گا نہیں جب تک وہ میرے اور آپ کیلئے استغفار نہ کریں، چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، اس کے بعد نبی ﷺ

(207) صحیح بخاری، حدیث نمبر (3623)، صحیح مسلم، حدیث نمبر (2450).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے عشاء کی نماز پڑھائی اور واپس چلے گئے، میں بھی پیچھے ہولیا، راستے میں کوئی آدمی مل گیا جس سے نبی کریم ﷺ باتیں کرنے لگے، جب وہ چلا گیا تو میں آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا، نبی کریم ﷺ نے میری آواز سن لی اور پوچھا کون ہے؟ میں عرض کیا: حذیفہ ہوں، نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ میں نے سارا واقعہ بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہیں اور تمہاری والدہ کو معاف فرمائے. پھر فرمایا: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے مجھے ملا تھا؟ میں نے عرض کیا: ہاں، تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ایک فرشتہ تھا جو آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا، اس نے پروردگار سے اس بات کی اجازت لی تھی کہ مجھے سلام کرنے حاضر ہو اور یہ خوشخبری دے کہ حسن اور حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں، اور فاطمہ خواتینِ جنت کی سردار ہیں[208].

---

[208] مسند احمد، حدیث نمبر (23377)، سنن ترمذی، حدیث نمبر (3781)، السنن الکبری از نسائی، حدیث نمبر (8298)، مستدرک حاکم: (164/3).

امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھا: یہ حدیث اس سند کے ساتھ حسن غریب ہے، اور ہمیں یہ حدیث اسرائیل کی طریق ہی سے ملی ہے. حافظ ابن حجر نے فتح الباری: (68/11) میں لکھا ہے کہ اس کی سند جید ہے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

28-ام زفر الحبشیہ رضی اللہ عنہا

آپ لمبے قد اور سیاہ رنگ والی ایک خاتون صحابیہ ام زفر حبشیہ ہیں، آپ کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے[209]، آپ کے نام کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے، کسی نے آپ کا نام (سعیرہ) بتلایا ہے تو کسی نے آپ کا نام (شقیرہ) ذکر کیا ہے، کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت خدیجہ کو کنگھی کیا کرتی تھیں[210].

آپ کے حق میں جنت کی بشارت حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہے، میں یہاں صرف حضرت ابن عباس سے مروی حدیث کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلاَ أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ المَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ» فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا. حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: «أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ، عَلَى سِتْرِ الكَعْبَةِ»

---

(209) دیکھیں: صحیح بخاری، حدیث نمبر(5328).

(210) دیکھیں: الاسماء المبھمۃ فی الأنباء المحکمۃ، از: خطیب بغدادی: (ص/11)، الاستیعاب: (129/2)، اسد الغابہ: (1438/1)، الاصابہ: (211-210/8).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں، کہا کہ ایک سیاہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا استر کھل جاتا ہے، میرے لیے اللہ تعالی سے دعا کر دیجیے. نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں، اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا استر کھل جاتا ہے، آپ اللہ تعالی سے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ (امام بخاری کہتے ہیں) ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، کہا مجھ کو عطا بن ابی رباح نے خبر دی کہ انہوں نے ام زفر رضی اللہ عنہا ان، لمبی اور سیاہ خاتون کو کعبہ کے پردے سے چمٹا ہوا دیکھا[211].

[211] صحیح بخاری، حدیث نمبر(5328)، صحیح مسلم، حدیث نمبر(2576)، سنن ترمذی، حدیث نمبر(3578)، سنن کبری از نسائی، حدیث نمبر(7490)، مسند احمد، حدیث نمبر(3240).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے انبیاء ورسل کے بعد سب سے افضل مخلوق کی چند اہم شخصیات پر لکھنے کا موقعہ فراہم کیا، زیرِ نظر کتاب میں ان صحابہ کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے جنتی ہونے کی بشارت نبی معصوم کی زبانی وارد ہوئی ہے، اور یہ ان عشرہ مبشرہ کے علاوہ ہیں جن کو بیک وقت ایک ہی سیاق اور ایک ہی مجلس میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی.

اس ضمن میں وارد تمام روایات کو جمع کرنے پر عشرہ مبشرہ کے علاوہ ایسے اڑتالیس (48) صحابہ کرام کے نام میرے سامنے آئے جن کے حق میں جنت کی بشارت وارد ہوئی ہے، لیکن جب ان روایات کو بحث وتحقیق کی میزان پر رکھا گیا تو یہ نتیجہ سامنے آیا کہ ان میں سے صرف 28 صحابہ کرام کے حق میں جنت کی بشارت صحیح روایات سے ثابت ہے، جبکہ بقیہ 20 صحابہ کرام کے حق میں جنت کی بشارت والی روایات صحیح نہیں ہیں، لہذا اس کتاب میں صرف ان ہی اٹھائیس صحابہ کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے حق میں جنت کی بشارت صحیح روایت سے ثابت ہے، اور باقی بیس صحابہ کرام جن کے حق میں بشارت صحیح روایت سے ثابت نہیں ان کے نام مقدمہ میں بطور اشارہ درج کردیئے گئے ہیں، اس بات کی جانب بھی اشارہ ضروری ہے کہ اس کتاب میں جن صحابہ کرام کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کئی صحابہ کرام کے حق میں جنت کی بشارت متعدد روایات میں وارد ہوئی ہے مگر عموما ایک ہی صحیح حدیث کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے، اور میرا، میرے والدین، میرے اساتذہ، میرے اہل وعیال اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر فرمائے، اور ہمیں جنت الفردوس میں ان مبارک ہستیوں کے ساتھ جمع فرمادے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراجع ومصادر

1- اتحاف السائل بمافی الطحاویہ من مسائل، تالیف: شیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ.

2- الآحاد والمثانی، تالیف: احمد بن عمرو بن ضحاک ابو بکر شیبانی، ناشر: دار الرایہ، ریاض (1411ھ- 1991م)، پہلا ایڈیشن، تحقیق: ڈاکٹر باسم فیصل احمد الجوابرہ.

3- الاحادیث المختارہ. تالیف: ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد حنبلی مقدسی، ناشر: مکتبۃ النہضہ الحدیثہ، مکہ مکرمہ (1410ھ) پہلا ایڈیشن، تحقیق: عبدالملک بن عبداللہ بن دہیش.

4- احکام الجنائز، تالیف: شیخ ناصر الدین البانی، ناشر: المکتب الاسلامی، بیروت.

5- الأدب المفرد، تالیف: امام بخاری، تقدیم: کمال یوسف الحوت، ناشر: عالم الکتب بیروت، پہلا ایڈیشن (1404ھ- 1984م).

6- ارشاد طلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق، تالیف: امام نووی، تحقیق: عبدالباری سلفی، ناشر: مکتبۃ الایمان، مدینہ نبویہ، پہلا ایڈیشن (1408ھ).

7- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تالیف: یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، ناشر: دار الجیل، بیروت، پہلا ایڈیشن (1412ھ)، تحقیق: علی محمد بجاوی.

8- اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، تالیف: عزالدین بن الأثیر ابوالحسن علی بن محمد جزری، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، پہلا ایڈیشن (1417ھ- 1996م)، تحقیق: عادل احمد رفاعی.

9- الاصابہ فی تمییز الصحابہ، تالیف: احمد بن علی بن حجر ابوالفضل عسقلانی شافعی، ناشر: دار الجیل، بیروت، پہلا ایڈیشن (1412ھ- 1992م)، تحقیق: علی محمد بجاوی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10- اعلام السنۃ المنشورہ، تالیف: شیخ حافظ بن احمد حکمی، ناشر: مکتبۃ السوادی، جدہ، دوسرا ایڈیشن (1408ھ).

11- الأعلام قاموس تراجم لأشہر الرجال والنساء من العرب والمتسعربین والمستشرقین، تالیف: خیر الدین زرکلی، ناشر: دار العلم للملایین بیروت لبنان، آٹھواں ایڈیشن (1989م).

12- أمالی ابن بشران.

13- انساب الاشراف، تالیف: بلاذری.

14- الانوار فی شمائل النبی المختار، تالیف: ابو محمد بغوی.

15- الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، تالیف: امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری، تحقیق: صغیر احمد محمد حنیف، ناشر: دار طیبہ ریاض، پہلا ایڈیشن (1413ھ).

16- ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، تالیف: اسماعیل باشا بن محمد بغدادی، ناشر: دار العلوم الحدیثہ بیروت.

17- الایمان، تالیف: محمد بن اسحاق بن مندہ، ناشر: موسسۃ الرسالہ بیروت، تحقیق: ڈاکٹر علی بن محمد بن ناصر فقیہی.

18- البحر الزخار المعروف بمسند البزار، تالیف: ابو بکر احمد بن عمر البزار، تحقیق: ڈاکٹر محفوظ الرحمن زین اللہ، ناشر: مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ، پہلا ایڈیشن (1409ھ- 1998م).

19- البدایہ والنہایہ، تال/یف: حافظ ابن کثیر، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت، چوتھا ایڈیشن (1408ھ).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

20- بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث، تالیف: حارث بن ابواسامہ / حافظ نور الدین ہیثمی، ناشر: مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویہ، مدینہ منورہ، تحقیق: ڈاکٹر حسین احمد صالح باکری.

21- تاریخ اصبھان، تالیف: ابونعیم احمد بن عبداللہ بن مہران المھرانی الأصبھانی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، پہلا ایڈیشن (1410ھ - 1990م)، تحقیق: سید کسروی حسن.

22- تاریخ الأمم والملوک، تالیف: محمد بن جریر طبری ابو جعفر، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت.

23- تاریخ المدینہ المنورہ، تالیف: ابوزید عمر بن شبہ نمیری بصری، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، (1417ھ - 1996م)، تحقیق: علی محمد دندل ویاسین سعد الدین بیان.

24- تاریخ بغداد أو مدینۃ السلام، تالیف: احمد بن علی خطیب بغدادی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان.

25- تاریخ مدینہ دمشق وذکر فضلھا وتسمیۃ من حلھا من الأماثل. تالیف: ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ شافعی، ناشر: دار الفکر بیروت (1995م)، تحقیق: محب الدین ابوسعد عمر بن غرامہ العمری.

26- التحفہ اللطیفہ فی تاریخ المدینہ الشریفہ، تالیف: سخاوی.

27- التدوین فی اخبار قزوین، تالیف: عبدالکریم بن محمد رافعی، تحقیق: عزیز اللہ عطاردی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت (1408ھ).

28- تذکرۃ المؤتسی فی شرح عقیدۃ الحافظ عبدالغنی المقدسی، تالیف: شیخ عبدالرزاق العباد.

29- الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف، تالیف: عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری ابو محمد، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، پہلا ایڈیشن (1417ھ)، تحقیق: ابراہیم شمس الدین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

30- تسمیۃ ما روی عن الفضل بن دکین، تالیف: ابو نعیم الاصبھانی.

31- تفسیر القرآن العظیم، تالیف: ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی دمشقی، تحقیق: سامی بن محمد سلامہ، ناشر: دار طیبہ للنشر والتوزیع.

32- تقریب التھذیب، تالیف: احمد بن علی بن حجر ابوالفضل عسقلانی شافعی، ناشر: دار الرشید سوریا، پہلا ایڈیشن (1406ھ- 1986م)، تحقیق: محمد عوامہ.

33- التلخیص الحبیر فی احادیث الرافعی الکبیر، تالیف: احمد بن علی بن حجر ابوالفضل عسقلانی، تحقیق: سید عبداللہ ہاشم یمانی مدنی، مطبوعہ: مدینہ منورہ (1384ھ- 1964م).

34- تلقیح فہوم أھل الاثر فی عیون التاریخ والسیر، تالیف: جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی، ناشر: شرکۃ دار الأرقم بن ابی الأرقم، مطبوعہ: بیروت (1997م).

35- تھذیب الآثار وتفصیل الثابت عن رسول اللہ من الأخبار، تالیف: ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری، تحقیق: محمود محمد شاکر، ناشر: مطبعۃ المدنی قاہرہ.

36- تھذیب الأسماء واللغات، تالیف: محی الدین ابو زکریا النووی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت.

37- الجامع الصحیح المختصر، تالیف: محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ بخاری جعفی، ناشر: دار ابن کثیر بیروت، تیسرا ایڈیشن (1407ھ)، تحقیق: ڈاکٹر مصطفی دیب البغا، ترقیم: محمد فؤاد عبدالباقی.

38- الجامع الصحیح (سنن الترمذی)، تالیف: ابو عیسی محمد بن عیسی ابن سورہ ترمذی، تحقیق: احمد محمد شاکر، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت.

39- الجرح والتعدیل، تالیف: عبدالرحمن بن ابو حاتم محمد بن ادریس ابو محمد الرازی تمیمی، ناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت، پہلا ایڈیشن (1371ھ- 1952م).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

40- جزء الألف دینار وھو الخامس من الفوائد المنتقاۃ والأفراد الغرائب الحسان، تالیف: ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شبیب بغدادی، ناشر: دار النفائس کویت، تحقیق: بدر بن عبداللہ البدر.

41- الجہاد، تالیف: امام عبداللہ بن مبارک، ناشر: التونسیۃ للنشر، تونس (1972م)، تحقیق: نزیہ حماد.

42- حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، تالیف: ابونعیم اصبھانی، ناشر: دار الکتاب العربی بیروت، چوتھا ایڈیشن (1405ھ).

43- خلق افعال العباد، تالیف: ابوعبداللہ بخاری جعفی، ناشر: دار المعارف السعودیۃ، ریاض، تحقیق: ڈاکٹر عبدالرحمن عمیرۃ.

44- دلائل النبوۃ، تالیف: بیہقی. تحقیق: عبدالمعطی قلعجی.

45- الرسالہ المستطرفہ لبیان مشہور کتب السنۃ المصنفہ، تالیف: محمد بن جعفر کتانی، ناشر: دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، چوتھا ایڈیشن (1406ھ - 1986م)، تحقیق: محمد المنتصر محمد الزمزمی.

46- ریاض الصالحین، تالیف: امام نووی، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت، تحقیق: محمد ناصر الدین البانی.

47- سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، وذکر فضائلہ وأعلام نبوتہ وأفعالہ وأحوالہ فی لمبدأ والمعاد، تالیف: محمد بن یوسف الصالحیی الشامی.

48- سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ، تالیف: محمد بن ناصر الدین البانی، ناشر: مکتبۃ المعارف ریاض، (1415ھ).

49- سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعہ وأثرھا السیئ فی الأمۃ، تالیف: محمد ناصر الدین البانی، ناشر: مکتبۃ المعارف ریاض، پہلا ایڈیشن (1412ھ).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

50- السنۃ، تالیف: عبداللہ بن احمد بن حنبل شیبانی، ناشر: دار ابن القیم، دمام، پہلا ایڈیشن(1406ھ)، تحقیق: ڈاکٹر محمد سعید سالم قحطانی.

51- سنن دارمی، تالیف: امام عبداللہ بن عبدالرحمن ابو محمد دارمی، ناشر: دار الکتاب العربی بیروت، تحقیق: فواز احمد زمرلی، خالد السبع العلمی.

52- سنن سعید بن منصور، تالیف: ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی، ناشر: دار العصیمی ریاض.

53- سیر أعلام النبلاء، تالیف: محمد بن احمد ذہبی، تحقیق: شعیب ارناؤوط وجماعہ، چوتھا ایڈیشن (1406ھ)ناشر: مؤسسۃ الرسالہ بیروت.

54- السیرۃ النبویہ لابن ہشام، تالیف: عبدالملک بن ہشام بن ایوب حمیری معافری ابو محمد، تحقیق: طہ عبدالرؤوف سعد، ناشر: دار الجیل بیروت(1411ھ).

55- شرح اصول اعتقاد أھل السنۃ والجماعہ من الکتاب والسنۃ واجماع الصحابہ، تالیف: ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور لالکائی، ناشر: دار طیبہ ریاض(1402ھ)، تحقیق: ڈاکٹر احمد سعد حمدان.

56- شرح السنۃ، تالیف: امام بغوی، تحقیق: زہیر شاویش و شعیب ارناؤوط، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت، دوسرا ایڈیشن(1403ھ- 1983م).

57- شرح الطحاویہ فی العقیدہ السلفیہ، تالیف: ابن ابو العز حنفی، تحقیق: احمد محمد شاکر، ناشر: وکالۃ الطباعۃ والترجمہ فی الرئاسۃ العامۃ لادارات البحوث، سعودیہ.

58- شرح العقیدہ الطحاویہ، تالیف: شیخ عبداللہ بن جبرین.

59- شرح العقیدہ الطحاویہ، تالیف: شیخ عبدالعزیز راجحی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

60- شرح النووی علی صحیح مسلم، تالیف: ابوزکریا یحیی بن شرف بن مری النووی، ناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت، دوسرا ایڈیشن(1392ھ).

61- شرح مشکل الآثار، تالیف: ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی، ناشر: مؤسسۃ الرسالہ بیروت، پہلا ایڈیشن(1408ھ- 1987م)، تحقیق: شعیب ارناؤوط.

62- شعب الایمان، تالیف: ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، تحقیق: محمد سعید بسیونی زغلول.

63- صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، تالیف: محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، دوسرا ایڈیشن(1414ھ- 1993م)، تحقیق: شعیب ارناؤوط.

64- صحیح ابن خزیمہ، تالیف: محمد بن اسحاق بن خزیمہ ابوبکر سلمی نیشاپوری، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت(1390ھ- 1970م)، تحقیق: ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی.

65- صحیح مسلم، تالیف: مسلم بن حجاج ابو الحسین قشیری نیشاپوری، ناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی.

66- الصواعق المحرقہ علی أهل الرفض والضلال والزندقہ، تالیف: ابوعباس احمد بن حجر ہیتمی، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، پہلا ایڈیشن(1997م)، تحقیق: عبدالرحمن بن عبداللہ ترکی وکامل محمد خراط.

67- الطبقات الکبریٰ، تالیف: امام محمد بن سعد بن منیع ابوعبداللہ بصری زہری، ناشر: دار صادر بیروت.

68- طبقات صلحاء الیمن/المعروف بتاریخ البریہی، تالیف: عبدالوہاب بن عبدالرحمن البریہی السکسکی یمنی، تحقیق: عبداللہ محمد حبشی، ناشر: مکتبۃ الارشاد صنعاء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

69- ظلال الجنة فی تخریج السنۃ لابن ابی عاصم، تحقیق: محمد ناصر الدین البانی، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت.

70- العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ، تالیف: عبدالرحمن بن علی بن جوزی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، تحقیق: خلیل المیس.

71- العلل الواردۃ فی الاَحادیث النبویہ، تالیف: علی بن عمر بن احمد بن مہدی دار قطنی، تحقیق: ڈاکٹر محفوظ الرحمن زین اللہ سلفی، پہلا ایڈیشن (1405ھ) دار طیبہ ریاض.

72- فتح الباری شرح صحیح البخاری، تالیف: احمد بن علی بن حجر ابو الفضل عسقلانی شافعی، ناشر: دار المعرفہ بیروت، تحقیق: محب الدین خطیب.

73- فضائل الخلفاء الراشدین، تالیف: ابو نعیم اصبھانی.

74- فضائل الصحابہ، تالیف: احمد بن حنبل ابو عبداللہ شیبانی، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، پہلا ایڈیشن (143ھ- 1983م) تحقیق: ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس.

75- الفوائد الشھیر بالغیلانیات، تالیف: ابو بکر محمد بن عبدالملک بن ابراہیم شافعی، تحقیق: حلمی کامل، أسعد عبدالھادی، پہلا ایڈیشن (1417ھ)، ناشر: دار ابن جوزی، سعودیہ.

76- الفوائد، تالیف: تمام بن محمد رازی ابو القاسم، تحقیق: حمدی عبدالمجید سلفی، ناشر: مکتبۃ الرشد ریاض.

77- الکامل فی ضعفاء الرجال، تالیف: امام حافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی جرجانی، تیسرا ایڈیشن (1409ھ)، ناشر: دار الفکر بیروت.

78- کشف الأستار عن زوائد البزار، تالیف: علی بن ابو بکر ہیثمی، تحقیق: حبیب الرحمن اعظمی، دوسرا ایڈیشن (1404ھ) مؤسسۃ الرسالۃ بیروت.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

79- المجالسة وجواھر العلم، تالیف: ابو بکر دینوری قاضی، ناشر: دار ابن حزم بیروت، طبعہ (1423ھ-2002م).

80- المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، تالیف: ابن حبان بستی، ناشر: دار الوعی حلب، پہلا ایڈیشن (1396ھ)، تحقیق: محمود ابراھیم زاید.

81- مجلس املاء لأبی عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن محمد الدقاق فی رؤیۃ اللہ تبارک وتعالی، تالیف: محمد بن عبدالواحد بن محمد اصبھانی ابو عبداللہ، ناشر: مکتبۃ الرشد ریاض، تحقیق: الشریف بن حاتم بن عارف العونی.

82- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تالیف: نور الدین ہیثمی، ناشر: دار الریان/دار الکتاب العربی (1407ھ).

83- مجمع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ناشر: مکتبۃ ابن تیمیہ، دوسرا ایڈیشن، تحقیق: عبدالرحمن بن محمد بن قاسم.

84- المستدرک علی الصحیحین، تالیف: ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری، ناشر: دار المعرفہ بیروت لبنان.

85- مسند ابن جعد، روایۃ ابی القاسم البغوی، ناشر: مؤسسۃ نادر بیروت، پہلا ایڈیشن (1410ھ)، تحقیق: عامر احمد حیدر.

86- مسند ابی داود الطیالسی، تالیف: سلیمان بن داود ابوداود الفارسی البصری الطیالسی، ناشر: دار المعرفہ بیروت.

87- مسند ابی عوانہ، تالیف: امام ابی عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی، ناشر: دار المعرفہ بیروت.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

88- مسند ابی یعلیٰ، تالیف: ابویعلیٰ موصلی، ناشر: دار المأمون للتراث دمشق، پہلا ایڈیشن (1404ھ)، تحقیق: حسین سلیم أسد.

89- مسند اسحاق بن راھویہ حنظلی، ناشر: مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ، پہلا ایڈیشن (141ھ)، تحقیق: ڈاکٹر عبدالغفور بلوشی.

90- مسند الامام احمد بن حنبل، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، تحقیق: شعیب ارناؤوط کی زیر نگرانی ایک کمیٹی.

91- مسند الشامیین، تالیف: ابوالقاسم طبرانی، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، پہلا ایڈیشن (1405ھ)، تحقیق: حمدی السلفی.

92- المسند، تالیف: عبداللہ بن زبیر حمیدی، تحقیق: حبیب الرحمن اعظمی، ناشر: عالم الکتب بیروت.

93- المصنف فی الاحادیث والآثار، تالیف: ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی، ناشر: مکتبۃ الرشد ریاض، پہلا ایڈیشن (1409ھ).

94- المصنف، تالیف: عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، ناشر: المکتب الاسلامی بیروت، دوسرا ایڈیشن (1403ھ)، تحقیق: الأعظمی.

95- المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، تالیف: ابن حجر عسقلانی، ناشر: دار العاصمۃ، پہلا ایڈیشن (1419ھ)، تحقیق: ڈاکٹر سعد بن ناصر عبدالعزیز شثری.

96- معجم أسامی شیوخ ابی بکر الاسماعیلی.

97- المعجم الأوسط، تالیف: ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، تحقیق: طارق بن عوض اللہ و عبدالمحسن حسینی، طبعہ (1415ھ)، ناشر: دار الحرمین للطباعۃ والنشر.

98- المعجم الکبیر، تالیف: سلیمان بن احمد طبرانی، تحقیق: حمدی السلفی، ناشر: دار ابن تیمیہ قاہرہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

99- معجم المؤلفین،تالیف: عمر رضا کحالہ،ناشر: مکتبۃ المثنی،ودار احیاء التراث العربی.

100- معرفۃ الصحابہ،تالیف: ابو نعیم اصبھانی.

101- معرفۃ علوم الحدیث، تالیف: ابو عبداللہ الحاکم، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، دوسرا ایڈیشن (1397ھ)، تحقیق: سید معظم.

102- المعرفۃ والتاریخ، تالیف: یعقوب بن سفیان فسوی، تحقیق: ڈاکٹر اکرم العمری، دوسرا ایڈیشن (1401ھ)، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت.

103- مغانی الاخیار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار، تالیف: بدر الدین عینی، تحقیق: ابو عبداللہ محمد حسن اسماعیل.

104- المنتخب من مسند عبد بن حمید، تالیف: عبد بن حمید بن نصر ابو محمد الکسی، ناشر: مکتبۃ السنۃ قاہرہ، پہلا ایڈیشن (1408ھ- 1988م)، تحقیق: صبحی البدری السامرائی، محمود محمد خلیل صعیدی.

105- المنتظم فی تاریخ الملوک والأمم، تالیف: ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن جوزی، ناشر: دار صادر بیروت.

106- موضح اوھام الجمع والتفریق، تالیف: خطیب بغدادی، ناشر: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد ہند.

107- موطأ الامام مالک، ناشر: دار احیاء التراث العربی، مصر، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی.

108- وسیلۃ الاسلام بالنبی علیہ الصلاۃ والسلام، تالیف: ابو عباس احمد بن خطیب، تحقیق: سلیمان العید المحامی، ناشر: دار الغرب الاسلامی بیروت.